ترجمانِ اسلام

ہفت روزہ · لاہور

نگرانِ اعلیٰ
مفتی محمود

غیر ملکی ذرائع ابلاغ اور پاکستان

انتظامیہ کی ذمہ داری اور اس کا کردار

مولانا آزادؒ اور مولانا مدنیؒ پر قیامِ پاکستان کی مخالفت کا الزام کیوں؟



دارالعلوم دیوبند سے قاری طیب صاحب کا خصوصی پیغام ٭ حالات و واقعات ٭ اداریہ
ایڈیٹر کی ڈاک ٭ شہر شہر سے اور طلباء کی سرگرمیوں کے علاوہ دیگر دلچسپیاں

۲۳ جون ۷۸ء، ۱۳ رجب المرجب ۹۸ھ

قیمت ایک روپیہ



سرورِ دیں صلی اللہ علیہ وسلم کے نعت خوانوں میں



چھینا جھپٹی ہے آستانوں میں — اپا دھاپی ہے خاندانوں میں

کیسے کیسے فریب پلتے ہیں — رہبروں کے نگار خانوں میں

نوجواں کے لہو کی ارزانی — میں نے دیکھی ہے کارخانوں میں

ہائے وہ لوگ وہ بہادر لوگ! — جن کی منزل تھی آسمانوں میں

روحِ عزم و عمل نہیں باقی — اب مرے دیس کے جوانوں میں

اب تو پہچان ہو گئی دشوار — رہزنوں اور پاسبانوں میں

اب کہاں سجدہ ہائے نیم شبی — نسل نو منہمک ہے گانوں میں

کاروباری رقابتیں، توبہ!! — سرور دیں ﷺ کے نعت خوانوں میں

جو مرے سائے سے بدکتے تھے — وہ ہیں اب میرے مہربانوں میں

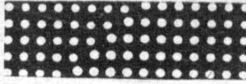
عدل کا مول بڑھتا جاتا ہے — عزتیں لٹ رہی ہیں تھانوں میں

کیا نہیں ہو رہا ہے اب اکرام

"باحیا" اور بڑے گھرانوں میں

اکرام القادری







ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۲۵

جمعۃ المبارک ۲۳ جون ۷۸ء ۱۷ رجب المرجب ۹۸ھ

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی



بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ — روپے
ششماہی
۲۳ — روپے
سہ ماہی — ۵۰/۱۱ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ

پھر قومی حکومت کی طرف

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق اور پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود کے اخباری بیانات سے قومی حلقوں میں یہ قیاس آرائیاں کی جا رہی ہیں کہ پچھلے دنوں قومی حکومت کے قیام کے سلسلے میں جو تعطل پیدا ہو گیا تھا وہ ایک حد تک دُور کر لیا گیا ہے، اور باہمی افہام و تفہیم کے ذریعہ فریقین ایک دوسرے کا نکتۂ نظر سمجھنے میں خاصے کامیاب ہوئے ہیں۔

حکومت نے اپنی مشکلات سے قومی اتحاد کے رہنماؤں کو آگاہ کیا اور قومی اتحاد کے رہنماؤں نے اپنی پوزیشن واضح کی۔ بہت ممکن ہے کہ جلد ہی حکومت اور قومی اتحاد کے مابین حتمی اور آخری معاہدہ طے پا جائے اور قومی یا سِول حکومت کی بیل منڈھے چڑھ جائے۔

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ پاکستان قومی اتحاد کی پالیسی شروع دن سے ہی موجودہ حکومت سے تعاون کی رہی ہے اور قومی اتحاد کے رہنماؤں نے ہر ہر کڑے مرحلہ پر حکومت کو اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ حکومت نے جب بھی مشکل وقت میں صلاح و مشورے کے لئے قومی اتحاد کے رہنماؤں کو دعوت دی اور مذاکرات کے لئے بلایا قومی اتحاد کے رہنماؤں نے اس کا خیر مقدم کیا اور مثبت جواب دیا۔ اس کی وجہ عیاں راچہ بیاں! کا مصداق ہے کہ موجودہ عبوری دور کا تقاضا ہی یہ ہے اور ملکی و قومی مفاد ان رہنماؤں سے مطالبہ ہی یہ کرتا ہے۔ حکومت نے بھی ان راہنماؤں کے مشورے ٹھنڈے دل سے سُنے، اور ایک حد تک نیک نیتی سے ان پر عمل کرنے کی کوشش بھی کی۔ یہ اور بات ہے کہ نوکر شاہی نے قدم قدم پر رکاوٹیں کھڑی کیں اور حکومت و سیاستدانوں میں بعد پیدا کرنے کی مقدور بھر سعی کی۔

آخری چارۂ کار کے طور پر جب حکومت نے قومی حکومت اور سِول حکومت کی بات کی اور قومی اتحاد کے رہنماؤں سے تعاون کے لئے کہا تو ان رہنماؤں نے بعض گوشوں سے طعن و تشنیع کے تیروں کی بارش کے باوجود ملکی اور قومی مفاد کو مقدم رکھتے ہوئے ذاتی حملوں کو برداشت کیا اور حکومت کو تعاون کا یقین دلایا اور قومی اتحاد کی جنرل کونسل کا غیر رسمی اجلاس بلا کر قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود کی طرف سے موجودہ عبوری حکومت کے سربراہ جنرل محمد ضیاء الحق کو اپنے نمائندہ کی وساطت سے ایک خط ارسال کیا جس میں کچھ وضاحتیں طلب کی گئی تھیں اور کچھ حقیقتیں واضح کی گئی تھیں۔

چند دن کی خاموشی کے بعد مذاکرات کا یہ سلسلہ پھر شروع ہؤا اور اب امید بندھ چلی ہے کہ مذاکرات کامیابی پر منتج ہوں گے۔ گو بعض سیاسی رہنما جمہوریت کا چمپیئن بننے کے لئے اور ان اتحاد کی بیساکھیوں کے ذریعہ اپنا قد بلند کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں اور اس نازک ترین وقت پر بھی بیان بازی سے نہیں چُوکتے مگر انشاء اللہ ان رہنماؤں کی خواہش خواہش ہی رہے گی۔

اس موقع پر میدانِ سیاست میں بہت بعد میں آنے والے بعض متقدمین مآب اور بعض عجلت طراز قسم کے سیاستدان یہ راگ الاپ رہے ہیں کہ قومی حکومت کے قیام سے انتخابات کی منزل دُور ہو جائے گی اور قومی مسائل مزید الجھ جائیں گے۔

جبکہ اس کے برعکس پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود نے بغیر کسی ابہام کے یہ

بات کہی ہے کہ قومی اتحاد کا قومی حکومت میں شامل ہونا ہی اس لیے ہے کہ انتخابات کی راہ ہموار کی جائے اور احتساب کا عمل تیز کیا جائے۔ عوام اور حکومت کے مابین نوکر شاہی کی حائل شدہ دیوار کو گرایا جائے اور انتظامی دو عملی کو ختم کیا جائے۔

ان واضح حقائق و واقعات کے باوجود بھی اگر کوئی سیاسی رہنما احساس کمتری کا شکار رہے اور ادل فول پر اتر آئے تو یہ اس کے اپنے فہم کا قصور ہے یا وہ دیدہ دانستہ عوام کو اکسپلائٹ کرنے کی ناکام کوشش کر رہا ہے مگر عوام اب اتنے سادہ نہیں رہے کہ وہ ان باتوں کو سمجھ نہ سکیں۔

اس وقت ہر محب وطن پاکستانی کی اولین خواہش یہ ہے کہ ملک کی کشتی کو مشترکہ کوششوں سے ساحل مراد تک پہنچائیں اور اس دو عملی کی دلدل سے ملک کو نکالیں تاکہ عوام سکھ کا سانس لے سکیں اور دیگر اہم قومی امور بحسن و خوبی انجام پا سکیں۔

قومی بجٹ اور سیاسی رہنماؤں سے مشورہ

ایک خبر کے مطابق قومی بجٹ کے سلسلے میں حکومت نے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ ماہرین سے مشورہ لینے کا آغاز کیا ہے اور حکومت سیاسی رہنماؤں کو بھی اپنے اعتماد میں لینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس مقصد کے لئے سیاسی رہنماؤں کو دعوت نامے بھجوا دیئے گئے ہیں۔

یہ امر انتہائی خوش آئند ہے کہ حکومت نے اس قسم کے اقدام کا پروگرام بنایا ہے خصوصاً سیاسی رہنماؤں اور اقتصادیات کے ماہرین سے بجٹ کی تشکیل و ترتیب کے سلسلے میں صلاح مشورہ قومی اور عوامی مفاد میں حد درجہ معاون ثابت ہوگا۔

خود حکومت کو بھی بجٹ کی ترتیب میں خاصی سہولت ملے گی اور اسی طرح کے باہم مشورہ کے بعد جو بجٹ تیار ہوگا اس کے متعلق امید کی جا سکتی ہے کہ وہ دور رس نتائج کا حامل اور ملکی معیشت کے استحکام کا باعث بنے گا اور عوام میں اسے پذیرائی حاصل ہوگی۔ دراصل قومی بجٹ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہونی چاہیئے کہ عوام کی اکثریت اس سے مطمئن ہو اور محنت کش طبقہ پر ایسا کوئی بار نہ پڑے جس سے کہ قوت مزید بھی باقی نہ رہے اور بنیادی ضرورت کی اشیاء کے حصول میں دقتیں پیش آنے لگیں۔ اجارہ دار اور منافع خور اس موقع پر جس قسم کے ہتھکنڈے اور حربے استعمال کرتے ہیں وہ بھی حکومت کی نظر سے اوجھل نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود اس دیرینہ مرض کا خاطر خواہ علاج اب تک حکومت دریافت نہیں کر سکی جس کی وجہ سے عوام کی الجھنوں میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور حکومت کی بدنامی۔ حکومت کو اس طرف فوری توجہ دینی چاہیئے۔

اکرام القادری
۱۸-۶-۷۸

حضرت الامیر مدظلہ جولائی کے پہلے ہفتے میں بلوچستان کا دورہ کریں گے

مولانا زاہد الراشدی بھی آپ کے ہمراہ ہوں گے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم یکم جولائی سے بلوچستان کا ایک ہفتہ کا دورہ کریں گے اور اس دوران کوئٹہ، قلات، مستونگ، خضدار، ژوب اور دیگر مقامات میں جماعتی احباب و رفقاء کے غیر رسمی اجتماعات میں شرکت فرمائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز جمعیۃ کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی بھی اس دورے میں آپ کے ہمراہ ہوں گے۔

مولانا عبدالغفار کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔ "مولانا محمد اجمل خان"

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا محمد اجمل خان نے جامع مسجد کشمیری بازار راولپنڈی کے مؤذن مولانا عبدالغفار کے المناک قتل پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور ایک بیان میں انکے قاتلوں کی گرفتاری کے سلسلہ میں پولیس کی ٹال مٹول کو افسوسناک قرار دیتے ہوئے آئی جی پنجاب پولیس سے مطالبہ کیا ہے کہ اس بارے میں فوری کارروائی کی جائے۔ یاد رہے کہ مولانا عبدالغفار کو کم و بیش دو ہفتے قبل شقی القلب افراد نے رات کی تاریکی میں خانۂ خدا میں شہید کر کے انکا اثاثہ لوٹ لیا تھا مگر پولیس ابھی تک ان کے قاتلوں کو گرفتار نہیں کر سکی۔

مولانا زاہد الراشدی صوبائی دفاتر کا معائنہ کریں گے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم برائے دفتری امور و نشر و اشاعت مولانا زاہد الراشدی مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق جمعیۃ کے صوبائی دفاتر کا معائنہ کریں گے اور جمعیۃ کے صوبائی راہنماؤں سے تنظیمی امور پر تبادلہ خیالات کریں گے۔

یکم جولائی صوبائی دفتر سندھ سکھر، ۲ جولائی صوبائی دفتر بلوچستان کوئٹہ
۸ ″ ″ ″ سرحد پشاور، ۱۳ ″ ″ ″ پنجاب لاہور

آپ نے دفتری و مالیاتی امور کے انچارج صوبائی نظماء سے کہا ہے کہ وہ اس موقع پر اپنے صوبائی دفاتر میں موجود رہیں۔

اکابر کی جدوجہد کو سامنے رکھیں۔

★ مولانا عبدالرزاق عزیز

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کے ناظم مولانا عبدالرزاق عزیز نے گذشتہ روز گکھڑ ضلع گوجرانوالہ میں جمعیۃ کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی سے تنظیمی و دیگر جماعتی امور پر تبادلہ خیالات کیا۔ اس موقع پر آپ نے جمعیۃ علماء اسلام گکھڑ کے دفتر میں جمعیۃ کے مقامی راہنماؤں سے بات چیت کرتے ہوئے ان پر زور دیا کہ وہ اکابر کی جدوجہد کو سامنے رکھتے ہوئے حق کی سربلندی کے لئے محنت کرتے رہیں۔

آپ جمعیۃ طلباء اسلام گکھڑ کے دفتر میں بھی تشریف لے گئے اور طلباء کی مخلصانہ سرگرمیوں پر انتہائی مسرت کا اظہار کیا۔

محمد ادریس ہوشیارپوری

غیر ملکی ذرائع ابلاغ ——— اور پاکستان

ہمیں اپنی کمزوریوں کا احساس ہو جانا چاہیئے۔ اپنی خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کرنا ہوگی۔

گزشتہ کافی دنوں سے برطانوی ذرائع ابلاغ نے پاکستان کی سیاسی ساکھ کو کمزور کرنے اور نقصان پہنچانے کی خاطر ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہوا ہے۔ برصغیر کی تقسیم کے بعد جب برطانوی مفاد اس خطہ سے یکسر ختم ہوا اور انگریز یہاں سے جانے پر مجبور ہوا تو وہ اس تقسیم کے نتائج میں بہت سی ایسی چیزیں چھوڑ گیا جو اس علاقہ کے امن و امان کے لیئے ہمیشہ چیلنج بنی رہیں۔ اور حالات کی مجبوری یا تقاضائے وقت کہ اس دور کے رہنماؤں کو سیاسی مجبوری کے تحت یہ برطانوی اقدام قبول کرنے پڑے۔ بہرحال اس کے اپنے مفاد کو چونکہ بہت بڑا دھچکا لگ چکا تھا اب وہ اس علاقہ کے لوگوں سے اس ذلت و رسوائی کا انتقام لینا چاہتے تھے جو انہوں نے آزادی کے متوالوں کے سامنے جبین خم کر کے اٹھائی تھی اور نہ مٹنے والے ندامت و خجالت کے داغ اپنے دامن سے محو کرنے کی سعئ ناکام' جو اس کا مقدر بن چکی تھی، میں لگا ہوا تھا۔ چنانچہ اسی بنا پر برصغیر کی تقسیم کے وقت انگریز کا کردار یہی رہا جس سے علاقہ کے لوگ ہمیشہ کے لیئے ذاتی رنجشوں میں الجھ کر رہ جائیں اور باہم قریب ہونے کی بجائے "دست و گریباں" رہیں اور یہ سلسلہ نسل در نسل چلتا رہے۔ اسی کشمکش میں کئی نسلیں اپنی قیمتی جان اور وقت کے ضیاع کا سبب بن چکی ہیں۔

تقسیم برصغیر کے نتیجہ میں جو مسئلہ ہمیشہ کے لیئے "دردِ سر" بن گیا' اس کو طاقت کے استعمال سے دونوں متحارب قوتیں' جو ماضی میں برسرِ پیکار رہیں' یہ آزما چکی ہیں حل کرنا ممکن نہیں۔ اس لیئے ایسے الجھے ہوئے مسائل کو مذاکرات کے ذریعہ حل کرنے کے لیئے یہ قوتیں ایک دوسرے کے قریب آئیں جو اس علاقہ کے باشندگان کے لیئے خوش بختی اور بہتر مستقبل کی نوید تھی ——— لیکن گذرے ہوئے زمانے کے داغ جن کے سینے پر سانپ بن کر لوٹ رہے تھے' ان کو یہ گوارا نہ تھا تاہم فریقین یہ معاملات بات چیت کے ذریعے طے کرنے کے لیئے پیش رفت کرتے رہے لیکن برطانوی استعمار پسند قوتیں اپنے اصل منصوبہ سے باز نہ رہ سکیں' حتیٰ کہ برصغیر کا وہ حصہ جو قوت و طاقت کے لحاظ سے کمزور تھا اس کو اپنے سمندر کی وہ چھوٹی مچھلی سمجھنے لگے' سقوطِ ڈھاکہ کے وقت جو کردار اس نے پیش کیا اسے دہرانے کی چنداں ضرورت نہیں' اور اب حالیہ واقعات نزاکت کی جس رفتار سے چل رہے ہیں اور مسٹر بھٹو کے پردۂ اقتدار سے ہٹنے کے بعد جو ان کی اصل شکل و صورت سامنے آرہی ہے وہ برطانیہ کے انتہا پسند ذرائع ابلاغ کو ہضم کرنا مشکل ہو گئی ہے' اس لیئے وہ آئے دن ایسی خبریں اُلاپتے رہتے ہیں جس کی پاکستان کی ساکھ بین الاقوامی سطح پر کمزور ہو۔

اس کی سب سے بڑی وجہ تو یہی ہے کہ بیرونِ ملک ہمارے سفیروں کی کارکردگی انتہائی ناقص اور عقل و دانش سے دور رہی ہے کہ ہماری صحیح رپورٹ بھی ایسے حالات میں بھٹو کے لیئے ان انتہا پسندوں کو انتقامی کارروائی نظر آتی ہے۔

یہ شکایت کوئی نئی نہیں ہے بلکہ ایک مدت سے ہے کہ ہمارے سفیر جتنے بھی مقرر کیئے جاتے ہیں وہ نوازشِ خسروانہ کے طور پر ہوتے ہیں۔ ان میں ذاتی قابلیت استعداد و صلاحیت کا فقدان ہوتا ہے۔ اکثر ممالک دوستی اور رواداری کی بنا پر تسامح سے کام لیتے ہیں۔ ہمارے بہت سے بین الاقوامی مسائل اسی لیئے الجھے ہوئے ہیں اور اب بھی سفراء کا مسئلہ ہماری خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ سعودی عرب اور چین وغیرہ ایسے دوست ممالک ہیں۔ وہاں کی حکومتیں چشم پوشی اور اغماض سے کام لیتی ہیں۔ بایں ہمہ ہمیں کسی خوش فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیئے۔

مسٹر بھٹو نے جو پالیسی اپنائی وہ یہی تھی کہ اپنے اندرونِ ملک کے افراد کو کچلتے رہتے اور اپنی خارجہ پالیسی کو "کامیاب بنانے کے لئے" بیرونِ ملک پاکستان سے زیادہ خود اپنی ذات کا فریب دینے کی کوشش کرتے اور اخبارات پر ان دنوں اتنی پابندیاں عائد تھیں کہ وہ خارجہ پالیسی پر کچھ نہیں لکھ سکتے' ماسوائے اس کے وہ بھٹو کے دور کو خوشحالی کا دور قرار دیں۔

حال ہی میں برطانوی ذرائع ابلاغ کی طرف سے دو خبریں ایسی شائع ہوئی ہیں جن سے اس کا بظاہر مقصد اس کے علاوہ اور کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ پاکستان کسی بیرونی خلفشار میں الجھ جائے

اور وہ کسی بھی ملک سے تعلقات خراب کرے۔

جن دنوں شاہ ایران، بلغاریہ۔ رومانیہ وغیرہ کے دورے پر تھے، ایرانی وزیر اعظم کی وساطت سے یہ خبر شائع کی گئی کہ مسٹر بھٹو کو چھوڑ دو ورنہ ایران اقتصادی امداد بند کر دے گا۔

بی۔بی۔سی نے نہ صرف پاکستان کی عزت و وقار کو نیچا دکھانے کی خاطر بلکہ اپنے آقائے ولی نعمت کو خوش کرنے کے لیئے اس خبر کو خوب بڑھا چڑھا کر بیان کیا، اگرچہ اس کے متعلق اسلام آباد میں موجود ایرانی سفارتخانے نے اس کی تردید کردی۔ تاہم یہ تردید بھی اپنی نوعیت میں بذات خود کافی وضاحت کی محتاج تھی۔ حکومتِ پاکستان نے حوصلہ مندی سے کام لیا اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

میں اس موقع پر اربابِ حکومت کی توجہ اس امر کی طرف دلانا اپنا قومی اور ملی فرض سمجھتا ہوں کہ اس نوعیت کی خبریں بی۔بی۔سی کسی اور ملک کے متعلق کیونکر نہیں پھیلاتا؟ اس خبر میں جہاں بی۔بی۔سی کے نمائندگان کی اصلی اور بھیانک صورت عیاں ہوتی ہے وہاں پاکستان بھی اپنی داخلی کمزوریوں پر خاص کر توجہ دے۔ چند روز قبل روس کے سفیر کی دھمکی شہ سرخیوں سے شائع ہوئی۔ پھر تردید ہو گئی۔ —— تردید سے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ افواہ تھی اور انکا حالات سے کوئی سروکار نہیں، لیکن حکومت پاکستان کو سوچنا چاہیئے کہ کیا ہمارے ملک کو ہر آدمی نے مفت کا مال سمجھ رکھا ہے۔ تردید اپنی جگہ لیکن ایسے ذرائع جو ان نسبتوں سے خبر شائع کرتے ہیں، ان کا ذہن ہمارے متعلق کیا غمازی کرتا ہے ان کے اس انداز سے بہت ہی واضح ہے۔

کیا ہم ایران کی اقتصادی امداد پر زندگی کے ایام بسر کر رہے ہیں۔ اگر کسی نے اقتصادی امداد (وہ بھی بطور قرضہ جس پر سود کا ایک معقول حصہ بھی لیا جاتا ہے) دینے کا مطلب محکومیت اور غلامیت سمجھ لیا ہے تو ایسی اقتصادی امداد کی پاکستان کو ضرورت نہیں۔ اقتصادی قرضوں کا تبادلہ عام حکومتوں میں اصول و ضوابط کے تحت ہوتا ہے۔ بہر حال اہل پاکستان کے لیئے یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ ہم کب تک بیساکھیوں کے سہارے زندگی گزارنے کے عادی رہیں گے۔

نیز حال ہی میں ایران کے نیم سرکاری اخبار کیہان انٹرنیشنل نے یہ خبر شائع کردی کہ مسٹر بھٹو کو چھوڑا جا سکتا ہے بشرطیکہ اسلامی ممالک کے راہنما یہ ضمانت دیدیں کہ وہ دس سال تک سیاست میں حصہ نہیں لیں گے۔

گو شاہ ایران نے اس خبر کی از خود تردید کی ہے کہ انہوں نے ایسا نہیں کہا بلکہ مسٹر بھٹو کی سزا میں تخفیف کے لیئے چند تجاویز دی ہیں۔ مسٹر بھٹو کا مقدمہ ملک کی عدالتِ عظمٰی کے سپرد ہے، اس کا فیصلہ ہر پاکستانی اور مسٹر بھٹو (اگر وہ پاکستانی ہیں) کو خود بھی قابلِ قبول ہو گا۔ اب جبکہ بین الاقوامی تنظیموں کے ارکان براہِ راست سپریم کورٹ کی کارکردگی دیکھ چکے ہیں "خاموشی بہتر ہے" پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔

ایران جو ہمارا حلیف ملک ہے اس کو اس قسم کی شرانگیز خبریں پھیلانا زیب نہیں دیتا۔ نہ یہ بین الاقوامی ضابطوں کے مطابق ہے اور نہ ہی ہمسائیگی کے حقوق کے مطابق ——

جنرل ضیاء الحق صاحب کے ایران کے سابقہ دورہ کے موقع پر جنرل صاحب کی طرف منسوب یہ خبر اسی اخبار نے شائع کی تھی کہ جنرل صاحب کہتے ہیں کہ "یہ نوستارے دم ہلاتے میرے پیچھے پھریں گے"۔ اور بعد میں تردید کی۔

ایسے حالات میں ہم حکومتِ ایران سے گلہ شکوہ کرتے ہوئے یہی عرض کریں گے کہ آپ دوسروں کو نشانہ بنانے کی بجائے خود اپنے حالات کو روبہ اصلاح اور بہتر بنانے کی سعی میں کامیاب ہو جائیں تو کافی ہے۔ دیگر حلیف ممالک سے بار بار اس قسم کی سرگوشیاں درست نہیں۔ پاکستان بھی ایران کی موجودہ خلفشار اور پراگندہ حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اگر ایسی ہی بے پر کی خبریں اڑانا شروع کرے۔۔۔۔ اور بعد میں تردید کر دے۔ تو ضرور آپ کو ناگوار گذرے گا۔ اسی پس منظر میں آپ پاکستان پر تبصروں کے متعلق سوچ لیں۔

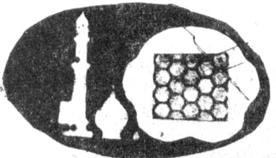
ایران کے حالات حکومت سے سخت بد دل ہوں تو ہم آپ ہی کے ملک کے ایک شیعہ مذہبی رہنما علامہ آیت اللہ روح اللہ کی زبانی گوش گذار کرتے ہیں۔

امید ہے آپ معاف رکھیں گے۔۔۔۔

اس سوال کے جواب میں کہ:۔

س:۔ شہنشاہ آپ پر اور دوسرے مذہبی راہنماؤں پر الزام لگاتے ہیں کہ آپ لوگ غیر واضح نظریات رکھتے ہیں۔ اور آپ لوگوں کی سوچ کا انداز انتہائی دقیانوسی ہے، کیا یہ درست ہے؟

ج:۔ درحقیقت شاہ خود غیر واضح پالیسی کے حامل ہیں۔ گذشتہ پندرہ ۱۵ برس کے دوران میں نے ایرانیوں کو اقتصادی اور سماجی لحاظ سے ترقی کرنے اور زندگی کی نئی قدریں اپنانے کے لئے کہا ہے۔ ادھر شہنشاہ سامراجی پالیسیاں اپنائے ہوئے ہیں اور ان کی پوری کوشش ہے کہ ایران کو صحیح معنوں میں ترقی نہ کرنے دی جائے۔ انکا دور آمرانہ ہے۔ ملک میں انفرادی آزادیاں سلب کی جا چکی ہیں۔ اخبارات سیاسی جماعتیں اور پُراعتماد انتخابات کا گلا گھونٹ دیا



گیا ہے۔ ملکی آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شہنشاہ ایران کی طرف سے ڈپٹی مقرر کئے جاتے ہیں۔ مذہبی اور سیاسی اجتماعات پر پابندی عائد ہے۔ ملک میں ثقافتی اور عدالتی آزادی تک مفقود ہے شہنشاہ ایران نے ہر قسم کے اختیارات خود حاصل کر رکھے ہیں۔ انھوں نے ملک میں ایک پارٹی بنا رکھی ہے اور اس کی حالت بھی پتلی ہے۔ انہوں نے واضح کر رکھا ہے کہ یا تو اس واحد پارٹی (استاخیز) کی رکنیت اختیار کر لی جائے یا انکار کرنے والا اس کے نتائج بھگتنے کے لئے تیار رہے۔

ہماری ملکی زراعت کو تباہ کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ ۲۳ برس قبل ایران کی زرعی پیداوار ملکی آبادی کی ضروریات سے کہیں زیادہ تھی، اور ایران برآمد کیا کرتا تھا۔ اب صورتحال یہ ہے کہ دو برس قبل شہنشاہ ایران کے وزیر اعظم کی طرف سے فراہم کردہ اطلاعات کے مطابق ایران کو اپنی ضروریات کی اشیائے خوردنی کا ۲۲ فی صد حصہ باہر سے درآمد کرنا پڑتا ہے۔ غالبًا شہنشاہ ایران کی زرعی اصلاحات اور زرعی انقلاب کا یہی دوسرا نام ہے۔ ہماری یونیورسٹیاں زیادہ تر بند رکھی جاتی ہیں اور طالب علموں کو سال میں کئی کئی بار مار کھانے کے علاوہ جیل کی ہوا کھانی پڑتی ہے۔

شہنشاہ ایران نے ہماری ملکی اقتصادیات کو بھی تباہ کر دیا ہے اور تیل سے حاصل ہونے والی آمدنی کو ضائع کیا جا رہا ہے۔ میں شہنشاہ ایران کے اس لئے بھی خلاف ہوں کہ وہ ایرانی عوام کی آزادی کی قربانی پر بیرونی طاقتوں کے سامنے جبین نیاز جھکا رہے ہیں۔ یہی اور اسی طرح کے دوسرے حقائق ہیں جن کی بنا پر شہنشاہِ ایران ہمارے خلاف پروپگنڈہ کر رہے ہیں اور رجعت پسند اور دوسرے ناموں کے ساتھ ہمیں غلط طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اگر ہم شہنشاہ کا اقتدار ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر ان کو عدالت کے کٹہرے میں لائیں گے اور ان سے عوام کی اقتصادی اور ثقافتی حالت کو شدید نقصان پہنچانے کے سلسلے میں باز پرس ہوگی۔ دنیا بھی اس وقت ان جرائم سے آگاہ ہوگی جنکا ارتکاب شہنشاہ ایران کرتے رہے ہیں۔

(دارالعلوم دیوبند)



(بسلسلہ جشن دارالعلوم دیوبند)

دارالعلوم کی زندگی کی ایک صدی گزر جانے پر حلقۂ دارالعلوم کی شدید خواہش و اصرار پر مجلسِ شوریٰ نے یہ قطعی فیصلہ کیا ہے کہ آخر مارچ ۱۹۷۹ء میں دارالعلوم کا صد (۱۰۰) سالہ اجلاس منعقد کیا جائے جس کی اطلاعات وقتاً و فوقتاً دفتر اجلاس صد سالہ سے اخباری اور ذاتی طریقہ پر حلقۂ دارالعلوم کو دی جاتی رہی ہیں۔ اس عظیم الشان تقریب کے ابتدائی مراحل احاطۂ دارالعلوم میں طے کئے جاتے رہے ہیں۔ اس فیصلہ کے بعد مجلسِ عاملہ کی ہدایت کے ماتحت دارالعلوم کی مقامی تیاری کمیٹی کے اجلاس روزانہ منعقد ہو رہے ہیں۔ ان جلسوں میں حضرات اساتذہ اور مختلف شعبوں کے نظما نمائندہ اجلاس کی کامیابی کے لئے پروگرام بنانے میں مصروف ہیں۔ اب بحمد اللہ بہت سے بنیادی امور اطمینان بخش طریقہ پر طے پا چکے ہیں اور دارالعلوم نے اجلاس صد (۱۰۰) سالہ کے سلسلے میں بیرونِ دارالعلوم میں ایک عملی مہم کا آغاز کرنے کے لئے ۱۵۔۱۶ ر رجب ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۲۔۲۳ ر جون ۱۹۷۸ء کو پورے ملک سے دو سو (۲۰۰) نمائندگان کو دارالعلوم میں جمع کرنے کی تجویز کی ہے۔ اس تعداد میں فضلائے دارالعلوم بھی ہوں گے اور عام مخلصین دارالعلوم بھی۔ اجتماع کا مقصد اجلاس صد سالہ کے تفصیلی امور پر غور اور ان کی تکمیل کے لئے قابلِ اعتماد وسائل کا جلد از جلد فراہم کرنا ہے۔ ان دو سو (۲۰۰) نمائندگان کے نام بہت جلد دفتر اجلاس صد سالہ سے دعوت نامے پہنچ رہے ہیں۔

میں ان حضرات نمائندگان سے خصوصی طریقہ پر یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ پورے ذوق و شوق اور ایک طاقتور جذبۂ عمل کے ساتھ مقررہ تاریخ پر دارالعلوم میں قدم رنجہ فرمائیں اور اس طرح کے بین الاقوامی اجتماع کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے اپنی دلی ہمدردی کا پورا پورا ثبوت دیں۔ ساتھ ہی ملک و بیرون ملک کے تمام مسلمانوں سے اپیل کروں گا کہ اب اجلاس صد سالہ کا مرحلہ بالکل سامنے ہے اور اس منصوبے کو پورا کرنے کے لئے لاکھوں روپے کی ضرورت ہے۔ مسلمانان ہندوستان اپنے سب سے بڑے دینی ادارے کی اس تقریب کی قدر و قیمت کو پہچانیں اور فوری طریقہ پر اپنے گرانقدر عطیہ سے دارالعلوم کی امداد فرمائیں۔ انشاء اللہ اس عظیم دینی تقریب سے ہندوستان میں مسلمانوں کی عملی دینی زندگی کا ایک نیا دروازہ کھل سکے گا۔

محمد طیب
رئیس جامعۂ دارالعلوم دیوبند
۱۷/۶/۹۸ھ (۲۵ مئی ۷۸ء)

قومی انتخاب نہیں ہو سکتے تو بلدیاتی انتخاب کیوں ؟

- ہم اقتدار کو طول دینے کا باعث نہیں بنیں گے۔
- قومی حکومت غیر نمائندہ ہوگی۔
- پارلیمانی نظام پر سب کا اتفاق ہے۔ مفتی محمود

پاکستان قومی اتحاد کے تاریخی اجلاس لاہور میں شرکت کے بعد مفتی صاحب ملتان پہنچے تو طیارہ ایک گھنٹہ لیٹ تھا۔ مگر اس کے باوجود آپ نے پریس کے نمائندگان سے بات چیت کی۔

تاریخی اجلاس :

پاکستان قومی اتحاد کے اس اجلاس کو تاریخی حیثیت حاصل ہے کہ قومی حکومت یا مخلوط حکومت کا افسانہ جو لکھا جا رہا تھا۔ اتحاد نے جنرل ضیاء الحق کے نام ایک خط لکھ کر اس پر مہر ثبت کر دی۔ جنرل کونسل کا یہ فیصلہ تاریخی فیصلہ ہے کہ حکومت کا سربراہ سیاستدان ہوگا۔ حکومت کو مارشل لاء ختم کرنے اور انتخابات کی تاریخیں مقرر کرنے کا اختیار ہوگا۔

دوسرا خط جمعیۃ علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کو لکھا گیا۔ یہ خط بھی تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔

نمائندگان پریس سے خطاب :

مفتی صاحب جب ملتان ہوتے ہیں تو اکثر بعد عصر لوگوں سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ دور دراز سے آئے ہوئے لوگ مسائل پیش کرتے ہیں مشورہ بھی اور رہنمائی بھی حاصل کرتے ہیں۔

۵ جون کی شام کو اسی وقت پریس کے نمائندے بھی آ گئے۔ عوام سے قدرے فارغ ہو کر آپ نے پریس کے نمائندوں سے بات چیت کی۔

عوام کی قربانیاں :

مفتی صاحب نے بتایا عوام نے تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو قربانیاں دیں وہ کسی ایک جماعت یا کسی ایک فرد کی خاطر نہیں۔ یہ قربانیاں اتحاد اور قرآن کا نظام جاری کرنے کی خاطر دی گئیں۔ اب قومی اتحاد کو کمزور کرنا شہیدوں کے خون سے غداری کے مترادف ہے اتحاد برقرار ہے اور انشاء اللہ تعالےٰ برقرار رہے گا۔ ہم اسے یتیم نہیں ہونے دیں گے۔ جہاں تک میرے استعفیٰ کا تعلق ہے یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ میں اب بھی اپنی پیشکش پر قائم ہوں۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس سے حالات سازگار ہوں گے۔ میرے خلاف جو نامناسب باتیں اور غلط پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کیا یہ نامناسب نہیں ؟ ہم نے مصالحتی کمیٹی کی رپورٹ کو قبول کر لیا ہے مگر نورانی صاحب نے اب نئے مسائل اٹھانا شروع کر دیئے ہیں۔ اس صورتحال میں ہم کوئی اقدام ایسا نہیں کریں گے کہ اتحاد منتشر ہو جائے۔ اگر ان کو مل کر کام کرنا ہے تو اجلاس میں آئیں۔ اور افہام و تفہیم سے ایسا پروگرام بنایا جائے جو ہمارے قومی و ملی مفادات کو پورا کرے۔ جمعیۃ کے رہنما حالات سازگار کرنا چاہتے ہیں تو میں اب بھی صدارت [illegible] سے مستعفی ہونے کو تیار ہوں۔

مولانا نورانی کا خط :

ایک سوال کے جواب میں مفتی صاحب نے فرمایا کہ مجھے ابھی تک کوئی خط موصول نہیں ہوا۔ البتہ میں نے اخبارات میں خط کے مندرجات پڑھے ہیں۔ انہوں نے مجھے جمعیۃ علماءِ اسلام کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے خط لکھا ہے۔ میں اسی حیثیت سے اس خط پر غور کروں گا اتحاد کے اجلاس میں بھی بات ہوگی۔

سوال کیا گیا کہ ۱۵ دن کے الٹی میٹم کا جواب دیں گے۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ اتحاد کی جنرل کونسل میں غور کیا جائیگا۔

جمعیۃ علمأ پاکستان کی حیثیت :

سوال :۔ جب پاکستان قومی اتحاد کا انتخاب ہوا تو جمعیۃ علماءِ پاکستان نے کوئی عہدہ قبول نہیں کیا یا اسے کوئی عہدہ دیا نہیں گیا۔ اتنی

اہم جماعت کا انتخاب میں کوئی عہدہ قبول نہ کرنا ثابت کرتا ہے کہ کوئی بات ضرور ہے؟

جواب:- پاکستان قومی اتحاد کے دستور میں نائب صدر کا ایک ہی عہدہ تھا۔ ہم نے آئین میں ترمیم کی اور دو نائب صدر بنانے کی گنجائش نکالی۔ مگر جمعیۃ علمائے پاکستان کے رہنماؤں نے نائب صدر کا عہدہ قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ جہاں تک میرے انتخاب کا تعلق ہے یہ نورانی صاحب کی موجودگی میں ہوا۔ صدارت کے لیے نورانی صاحب نے پیر صاحب پگاڑا شریف کا نام پیش کیا۔ پیر صاحب نے نام واپس لے لیا۔ اس کا بعد تمام انتخاب بلا مقابلہ عمل میں لایا گیا۔ پی۔ این۔ اے کے انتخابات بھی متفقہ ہوئے اور آئین بھی متفقہ طور پر منظور ہوا۔ کسی نے اختلاف کیا ہی نہیں۔ اب ان دونوں باتوں کو تسلیم نہ کرنا مصالحتی کمیٹی کی رپورٹ سے انحراف ہے۔ میں نے نورانی میاں کو خط میں مصالحتی کمیٹی کے پانچ نکات واضح طور پر لکھے تھے۔

این۔ ڈی۔ پی کا مسئلہ:

جنرل چشتی سے ملاقات این۔ ڈی۔ پی کے رہنماؤں نے بھی الگ کی تھی، مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ اتحاد کے رہنما متفقہ طور پر ملیں گے تو دوبارہ ان کے نمائندے شریکِ ملاقات ہوئے۔

اور جمعیۃ علمائے پاکستان کے نمائندے الگ کمرہ میں موجود تھے۔ ہم جنرل چشتی سے مل رہے تھے وہ ہمارے ساتھ شامل نہ ہوئے الگ ملے۔ فرمائیے علیحدگی ہماری طرف سے ہے یا ان کی طرف سے ہوئی۔ مجھے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں کہ نورانی میاں اصغر خان سے کیوں ملے۔ اتحاد میں شامل جماعتوں کے رہنما دوسری جماعتوں کے رہنماؤں سے مل سکتے ہیں، الگ سمجھوتہ نہیں کر سکتے۔

اگر ہم موجودہ صورت میں عہدے چھوڑ دیں۔ اور جمعیۃ کے عہدیدار پھر بھی پی۔ این۔ اے میں نہ رہنا چاہیں تو اتحاد کی جنرل باڈی نہ ہونے کی وجہ سے اتحاد ہی ختم ہو کے رہ جائے گا۔

ٹکٹوں کی تقسیم:

نورانی میاں نے ٹکٹوں کی تقسیم کو بھی ایک مسئلہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ میرے علم میں کوئی ایسی بات نہیں۔ پارلیمانی بورڈ کے چیئرمین جناب پیر صاحب آف پگاڑا شریف تھے۔ جہاں تک نور عالم اور مولانا محمد شریف کے ٹکٹ کا فیصلہ ہے تو اتحاد کے صوبائی بورڈ نے بھی اور مرکزی بورڈ نے بھی نور عالم قریشی کو ٹکٹ دیا۔ دفتر سے متعلق کچھ لوگوں نے ریکارڈ میں گڑبڑ کر کے شیخ الحدیث مولانا محمد شریف کا نام الیکشن کمیشن کو بھیج دیا۔ ریکارڈ کی روشنی میں تصحیح کرائی گئی، مگر اس میں بڑی تکلیف ہوئی۔

قومی حکومت:

قومی حکومت ایک ہنگامی ضرورت کے لئے ہوتی ہے اگر اس کی ضرورت ہمیں سمجھا دی جائے تو ہم حکومت کو سہارا دینے کے لئے تیار ہیں۔ ملکی مفادات کے لئے ہم انتخابات کے انعقاد تک موجودہ حکومت کا ساتھ دیں گے۔ بہرحال ایسی حکومت غیر نمائندہ ہوگی۔ ہم اقتدار کو طول دینے کے لئے استعمال نہیں ہوں گے۔

جب ملک تقسیم ہوا تو اقتدارِ انتقال کے لئے ایک حکومت تشکیل دی گئی تھی۔ اس حکومت کا کام فرنگی سے اقتدار منتقل کرانا تھا۔ اب بھی اقتدار فوج کے پاس ہے۔ اس اقتدار کو عوامی نمائندوں کو منتقل کرنے کے لئے عبوری حکومت قومی حکومت مخلوط حکومت بنائی جا سکتی ہے۔ اقتدار کے اصل مالک عوام ہیں اور اقتدار عوامی نمائندوں کو جلد منتقل ہو جانا چاہیے۔ اس مرحلہ پر غیر جماعتی سیاسی حکومت کا پروگرام بھی ناقابلِ فہم ہے۔ اس طرح کی حکومت تو موجود ہی ہے۔ حکومت نے مشیر مقرر کر رکھے ہیں۔ یہ مشیر اگر اس خلاء کو پورا نہیں کر سکے تو غیر جماعتی سیاسی حکومت کا بھی وہی حال ہوگا۔

پارلیمانی یا صدارتی نظام:

نظام پارلیمانی ہو یا صدارتی، کوئی فرق نہیں پڑتا، البتہ ۱۹۷۳ء کا دستور جواب بھی کسی نہ کسی صورت میں نافذ ہے، پارلیمانی تھا۔ قومی اتحاد نے بھی پارلیمانی نظام کو زیادہ مفید قرار دیا ہے۔ اس لئے ہمارا مطالبہ ہے کہ نظامِ حکومت کو بدلا نہ جائے۔ پارلیمانی نظام پر سب جماعتوں کا اتفاق ہے، اس لئے نیا طریقہ اختیار کرنے کی ضرورت نہیں۔

بلدیاتی انتخابات:

قومی انتخابات سے قبل کسی قسم کا انتخاب مفید نہیں ہوگا۔ اگر بلدیاتی انتخاب کرائے جاسکتے ہیں جن میں محلہ محلہ گلی گلی مقابلہ ہوگا تو پھر قومی اور صوبائی انتخاب تو اس سے آسان ہے۔ بڑے حلقے ہوتے ہیں اور بات قومی سطح پر رہتی ہے۔ ذاتی اور نجی معاملات زیرِ بحث کم آتے ہیں۔

قاسم العلوم میں تقریر:

جامع مسجد قاسم العلوم میں تقریر کرتے حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ حسد ایک روحانی مرض ہے۔ حاسد سب سے بڑا بے وقوف ہے۔ وہ دراصل اللہ کی تقسیم پر معترض ہے۔ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے غیبت کرنے والا اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔

یہ بات بہت ہی افسوسناک ہے اور باعثِ حیرت ہے کہ اہل علم اور علماء میں بھی یہ مرض عام ہے۔ انسان بھی ایک قالب ہے، ایک جسم ہے جیسی چیز بھری جائے گی ویسی ظاہر ہوگی انسان اب انسان نہیں بھیڑیا بن گیا ہے۔ ظالم ہے، دھوکہ باز ہے۔ لومڑی کی طرح۔ انسان میں انسانیت چاہیئے اگر یہ نہیں تو یہ حیوان ہے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے کینہ اور بغض نہیں رکھنا چاہیئے۔ محبت۔ پیار۔ رواداری، حسن سلوک اور احسان کا سلوک ورویہ اپنانا چاہیئے۔ انسان، اس وقت انسان ہے جب وہ دین اسلام پر عمل پیرا ہو۔ مسلمان وہ ہے

جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔ جو انسان دوسروں کو فریب دیتا ہے اسے حیوان کہا جا سکتا ہے، لومڑی کہا جا سکتا ہے۔

چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک کی بات دوسرے تک پہنچانے کو غیبت کہتے ہیں، اس سے اختلاف جنم لیتے ہیں اور معاشرہ جہنم بن کے رہ جاتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے کو ذبح کرتے ہیں۔ بھائی بھائی کو کاٹنے لگ جاتا ہے۔ بیٹا باپ کو مار دیتا ہے۔

اس لئے قرآن نے حکم دیا ہے کہ اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو اگرچہ وہ خبر سچی کیوں نہ ہو؟

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ شخص اس وقت تک مسلمان نہیں جو اپنے لیے وہی پسند نہ کرے جو دوسرے مسلمان بھائی کے لیے کرتے ہو۔

انسانوں کی بھلائی ہمارا وطیرہ ہونا چاہیئے خدمت خلق بہت اچھا جذبہ ہے۔ اسی میں ہمارا بھلا ہے اور اسی میں عظمت ہے۔ اسلام کے سنہری اصولوں کو اپنائے بغیر موجودہ مسائل حل نہیں کئے جا سکتے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ ہم اسلام کے مطابق زندگی گذاریں۔ ظلم۔ حسد۔ بغض اور غیبت سے محفوظ رہیں۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

ضلع ملتان کی نگران کمیٹی:

پاکستان قومی اتحاد کی جنرل کونسل کے فیصلہ کے مطابق ضلع ملتان میں نگران کمیٹی بنا دی ہے۔ سید ولایت حسین گردیزی کو حکم دیا ہے کہ اجلاس بلوا کر صدر اور سیکریٹری کا انتخاب بھی عمل میں لایا جائے اور دفتر بھی قائم کیا جائے۔ تاکہ دفتروں اور کچہریوں میں جو کام لوگوں کے نہیں ہو رہے اور نوکر شاہی قدم قدم پر مداخلت کرتی ہے اور روڑے اٹکاتی ہے، انکو دور کیا جائے۔

ارکان کمیٹی:



شیخ خلیل احمد ملتان۔
ڈاکٹر سید خادر علی شاہ کبیر والہ۔
سید خورشید عباس گردیزی، کبیر والہ
سید ولایت حسین گردیزی، ملتان
سید صدرالدین شاہ، شجاع آباد
خورشید خان کاکجو، لودھراں
غلام حیدر ارائیں، میاں چنوں، تحصیل خانیوال
ملک محمد اکرم لوسن، تحصیل ملتان
راجہ خدابخش، ملتان

سید ولایت حسین گردیزی نے اجلاس ۱۲ جون کو طلب کر لیا ہے۔ تحصیل سطح پر بھی نگران کمیٹیاں بنائی جائیں گی تاکہ لوگوں کو آسانی ہو۔ تمام



از: جناب حمزہ، صدر پاکستان قومی اتحاد پنجاب



اور اس کا کردار

بھٹو کے دورِ حکومت کو بجا طور پر منظم تباہی کا دور قرار دیا جا سکتا ہے۔ آمرِ مطلق نے آئین و قانون کی دھجیاں اڑا دیں۔ ملکی معیشت کو سنوارنے کی بجائے قومی پیداوار کم کرنے اور ہمیں غیروں کا محتاج بنانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ وہ اخلاق باختگی کو رواج دے کر لطف اندوز ہوتا رہا۔ زندگی کا کوئی شعبہ اس کی دست برد سے محفوظ نہیں رہا تھا۔

۵ جولائی ۱۹۷۷ء سے مارشل لاء انتظامیہ ملک کو اس دلدل سے نکالنے کی کوشش میں معروف ہے۔ دس ماہ میں خاطر خواہ نتائج برآمد نہ ہونے کی وجہ سے قوم کی اکثریت پریشانی اور مایوسی کا شکار ہو رہی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ ہمارے ملکی انتظامی ڈھانچہ کی خرابی اور ہوسِ زر کی قومی بیماری ہے۔ یہ امر خوش آئند اور دور اندیشی کا مظہر ہے کہ مسلح افواج کو روزمرہ کا نظم و نسق چلانے کی ذمہ داری نہیں سونپی گئی، اور اس کا تمام تر انحصار سول انتظامیہ پر ہے۔ سول انتظامیہ کی افادیت اور اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن دکھ اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سول انتظامیہ کے مایوس کن رول سے قوم کو ایک سنگین بحران سے دوچار کیا۔

بھٹو نے سول انتظامیہ کو اپنا آلۂ کار بنایا۔ اسے آئینی تحفظ سے محروم کیا ہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں صفائی کا موقع دیئے بغیر عہدوں سے سبکدوش کر کے سول انتظامیہ کو محتاجِ محض بنا کر ہر جائز و ناجائز کام لیا گیا۔ کسی سرکاری ملازم کو اس گھٹیا سلوک کے خلاف آواز بلند کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ عوامی تحریک اور پاکستانی قوم کی بے مثال قربانی کے بعد جب سول انتظامیہ کو اس آفت سے نجات ملی بجائے اس کے کہ غربت و افلاس کے ستائے ہوئے پاکستانیوں کو احسان کا بدلہ چکانے کی سعی کی جاتی اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لا کر خدمتِ خلق کو شعار بنا کر دکھی قوم کے دکھوں کا مداوا کیا جاتا، سول انتظامیہ پہلے سے بھی بڑھ کر اس زریں موقعہ سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے درپے ہے۔ اختیارات کا غلط استعمال رشوت کی شرح میں غیر معمولی اضافہ معمول بن چکا ہے، حالانکہ اس دور میں کوئی سرکاری ملازم اپنے فرائض کی سرانجام دہی میں بیرونی دباؤ کا بہانہ نہیں پیش کر سکتا۔

نمائندہ حکومت اور منتخب اداروں کی عدم موجودگی کی وجہ سے سول انتظامیہ پر انحصار وقتی مجبوری ہے۔ اسی لئے تقریباً تمام سیاسی پارٹیاں انتخابات جلد منعقد کرانے پر زور دے رہی ہیں۔ عبوری وقفہ کے دوران سول انتظامیہ پر کڑی نگاہ رکھنا ازبس ضروری ہے کیونکہ سیاسی سرگرمیوں پر پابندیوں سے عوام کی مشکلات میں اضافہ اور انتظامی مشینری کو من مانی کرنے کے لامحدود مواقع میسر آتے ہیں جس کا اس نے پورا فائدہ اٹھایا ہے۔ میں سول انتظامیہ کے ہر رکن کو موجودہ صورتحال کا ذمہ دار نہیں ٹھہراتا لیکن پاکستان کے سب سے زیادہ تعلیم یافتہ طبقہ کی حیثیت سے ملکی حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اور قومی تعمیر و ترقی میں جو اہم رول وہ ادا کر سکتا ہے میں اس کی مایوس کن کارگزاری پر احتجاج کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

بھٹو ہر شعبۂ زندگی میں ذہانت، محنت، دیانت اور شرافت کا دشمن تھا۔ اس نے بے ضمیر بدکردار افراد کی حوصلہ افزائی کی۔ سیاسی عہدوں کے علاوہ انتظامی عہدوں پر ایسے افراد کو تعیناتیاں کیا اور ترقیاں دیں جو اس کے اہل نہیں تھے۔ دس ماہ گذرنے کے باوجود مارشل لاء حکومت انتظامیہ میں سے گندے انڈوں کو باہر نکال پھینکنے میں کامیاب نہیں ہوئی۔ پاکستانی قوم بانجھ نہیں ہے۔ تعلیم یافتہ باصلاحیت مخلص محنتی انسان دوست افراد کی ملک میں کمی نہیں، انہیں اس کام پر مامور کیا جا سکتا تھا۔

یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں نااہل اور بدکردار سرکاری ملازمین جو انتظامی محکموں کے علاوہ سرکاری تحویل میں لی گئیں فیکٹریوں، کارپوریشنوں میں براجمان ہیں کو اپنے کمین گاہوں میں بیٹھے کروڑوں روپے کے سرکاری خرچ اور وسیع اختیارات کے بل بوتہ پر قومی تعمیر و ترقی کے مقصد کو ناکام بنانے کی اجازت کیوں دی گئی ہے۔

بھٹو اپنی عیاری، مکاری، غلط پروپیگنڈا اور بعض سیاستدانوں کی بے تدبیری کی وجہ سے اپنے آپ کو غریب اور پسماندہ طبقات کا غلط طور پر خیرخواہ ثابت کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس نے ملک کے تمام استحصالی طبقوں کو قوم کا غلام بنانے

میں اپنے ساتھ ملایا۔ اس نے قومی امانت کو امانت
تصور نہیں کیا۔ ہر قسم کی رشوت کو اپنے مذموم
مقاصد کے حصول کے لئے جائز قرار دیا۔ مارشل لاء
کے نفاذ کے باوجود ہزاروں کی تعداد میں سیمنٹ
ایجنسیوں کے مالک ڈپو ہولڈر بھٹو کی غلط نوازی
سے مستفید اور بلیک مارکیٹ جیسے گھناؤنے جرائم
کے مرتکب ہو کر عام شہریوں کے لئے وبال جان
بنے ہوئے ہیں۔ بھٹو اور اس کے پروردہ وزراء
ممبران اسمبلی پیپلز پارٹی کے عہدہ دار قوم کا اربوں
روپیہ ذاتی منفعت کے لئے استعمال یا ضائع کر
چکے ہیں جن کے دستاویزی ثبوت حکومت کے
پاس موجود ہیں۔ ایسے نام نہاد سیاست دانوں کو
صرف سات سال کے لئے انتخابات میں حصہ لینے
کے لئے نااہل قرار دینا کافی نہیں۔ اختیارات کے
غلط استعمال قومی دولت کے ضیاع کا ازالہ ناممکن ہے
لیکن اسے ایسے افراد کی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد
کو ضبط کر کے پورا کرنے کی کوشش کی جانی چاہئے۔
پچھلے تقریباً دس ماہ کے عملی جائزے کے بعد میں
اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ موجودہ عبوری حکومت اس محاذ پر
سول انتظامیہ کی نااہلی یا جرم میں از خود ملوث
ہونے کی بناء پر موثر کارروائی کرنے میں کامیاب
نہیں ہوئی۔

میں نے عملی سیاست کی وادی خار زار میں
زندگی کا بیشتر حصہ صرف کیا ہے اور شہر، دیہات،
گلی، کوچوں، تھانہ، صوبہ اور ملکی سطح پر بھی عام
شہریوں، ادنیٰ یا اعلیٰ حکام سے ملاقات کا اتفاق
ہوا۔ ہر کس و ناکس کو بدعنوانی، رشوت خوری اور
لاقانونیت کا شاکی پایا۔ میرا حکام بالا سے ایک
ہی سوال ہوتا ہے جب برائی اتنی عام ہو چکی ہے
کیا آپ از خود اپنے ذرائع سے ایک ماہ میں کم از کم
ایک بار خفیہ چھاپے مار کر اپنے ماتحتوں کو قانون کا
کاربند بنانے کی کوشش نہیں کر سکتے؟ ہر آفیسر
ہر وقت ہر جگہ موجود نہیں ہو سکتا لیکن اس کی
سوچ، فکر اور کردار کے بارے میں ہر ماتحت کو
بخوبی واقفیت ہوتی ہے۔ اگر وہ اپنے معاملات
میں ہی دیانت دار نہ ہو وہ دوسروں کی اصلاح
کیسے کر سکتا ہے۔ کسی افسر کی خامی، کمزوری کسی
ماتحت یہاں تک اس کے چپراسی اور چوکیدار سے
بھی چھپی نہیں ہوتی بلکہ وہ سب سے بڑے رازدار
ہوتے ہیں۔ میری ساری کاوشیں، درخواستیں اور
تبلیغ اکثر و بیشتر بے کار ثابت ہوئیں۔ گھوڑے کو پانی
کے قریب لے جایا جا سکتا ہے لیکن پانی پینے
پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ ماضی قریب کی چند
مثالیں مشتے از خروارے پیش خدمت ہیں۔

سرکاری تعمیرات کے سلسلہ میں ٹھیکیداروں
اور سرکاری ملازمین کی ملی بھگت معروف و مشہور
ہے، لیکن بھٹو دور میں لوٹ مار کے سابقہ
ریکارڈ توڑے گئے۔ بلدیہ گوجرہ میں تعمیرات
اس سے مستثنیٰ نہ تھیں۔ پچھلے سال کے اواخر میں
ڈپٹی کمشنر فیصل آباد گوجرہ تشریف لائے۔ شہریوں
نے مین بازار سڑک کی ناقص تعمیر کی نشاندہی کی۔
ڈی سی صاحب نے ایگزیکٹو انجینئر ڈسٹرکٹ کونسل
فیصل آباد کو انکوائری پر مامور کیا۔ انکوائری رپورٹ
نے تمام الزامات درست ثابت کئے لیکن ڈی سی
صاحب تبدیل ہو گئے۔ سابق اوورسیئر گوجرہ
جیسے ایس۔ ڈی۔ او گوجرہ کے عہدہ پر ترقی دی
جا چکی ہے۔ ایس۔ ڈی۔ او ڈسٹرکٹ کونسل
ایڈمنسٹریٹر بلدیہ گوجرہ جو ان دنوں ایڈمنسٹریٹر
ڈسٹرکٹ کونسل جھنگ کے عہدہ پر مامور ہیں ملوث
تھے۔ شکایت کنندہ اور ملوث افراد کے درمیان
جنہوں نے صرف اس سڑک کی تعمیر میں ہزاروں
روپے ہضم کئے مجھے سفارش وغیرہ کی رسہ کشی
شروع ہوئی۔ معاملہ دوسرے ڈی سی صاحب
اور سب مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر فیصل آباد تک پہنچا۔
مارشل لاء ٹیم مقرر ہوئی۔ ان کی کارگزاری میں بعض
ناگفتنی حقیقتیں حائل ہوئیں۔ بالآخر سب مارشل لاء
ایڈمنسٹریٹر اور ڈی سی فیصل آباد خود موقع پر
۱۳ جنوری ۷۸ء کو تشریف لائے۔ ایک
ایس۔ ڈی۔ او ٹیکنیکل مشورہ کے لئے موجود
تھا۔ ہر الزام ثابت ہوا۔ کارروائی کرنے کا بازار
میں اعلان ہوا لیکن کوئی عملی کارروائی نہ کی گئی۔
بالآخر میں نے جناب چیف سیکرٹری پنجاب
کو حالات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے ذاتی دلچسپی
لی اور کافی عرصہ کے بعد محکمہ انسداد رشوت ستانی
نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کی۔ کتنے
افراد کس معاملہ کو چیف سیکرٹری تک لے جا
سکتے ہیں۔ اگر اتنے چھوٹے معاملات میں
چیف سیکرٹری کو مداخلت کرنا پڑے تو ملک
کا نظم و نسق کیسے چل سکتا ہے؟

میں نے صوبہ کے اعلیٰ ترین فوجی حکام،
کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کو تمام تحصیلوں میں رجسٹریشن
کے کام میں کھلے بندوں رشوت ستانی کی
شکایت کی اور مطالبہ کیا کہ از خود مؤثر کارروائی
کی جائے۔ میرے اندازہ کے مطابق ملک کی
(TOP HEAVY ADMINISTRATION)
بھاری بھرکم ایڈمنسٹریشن پر قوم کا اربوں روپیہ
غیر ضروری طور پر خرچ ہوتا ہے لیکن اس بوجھ کے
علاوہ رشوت کی شکل میں اس سے بھی زیادہ
رقم وصول کی جاتی ہے جس کا بجٹ کی کتابوں
میں ذکر نہیں ہوتا۔ چند روز پہلے بعض کارکنان
کی معرفت ٹوبہ ٹیک سنگھ رجسٹریشن آفس
میں رجسٹری کلرک کو محکمہ انسداد رشوت ستانی
کے انسپکٹر نے جناب مجسٹریٹ کی سرکردگی میں
رنگے ہاتھوں گرفتار کیا۔ اس کے چھپے اور
ظاہری حالات بیان کرنے کے لئے یہ صفحات
متحمل نہیں ہو سکتے۔ صرف اتنا کہوں گا کہ چھاپہ
ڈلوانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔
عام پاکستانی اس کا انتظام نہیں کر سکتا۔ چھاپہ
کے بعد ٹوبہ شہر کے کون کون سے چوہدری چھاپہ
ڈلوانے والے نمبردار کو مرعوب اور منت سماجت
کرنے یا خریدنے کے لئے گئے اس کا ذکر
کرنا یہاں بے جا ہو گا۔

میں حکومت سے دریافت کرتا ہوں کیا
اس انتظامیہ کو یہ ذمہ داری سونپی جا سکتی ہے
کہ وہ اصلاحی کمیٹیوں کے ارکان نامزد کرے؟
کیا یہ اصلاح کر سکتی ہے؟ سب سے زیادہ
اسے اپنی اصلاح کی ضرورت ہے۔ میری تمام
گذارشات ایک کان سے سن کر دوسرے کان
سے نکال دی گئی ہیں۔ انتظامیہ کے بغیر ملک کا
نظم و نسق نہیں چلایا جا سکتا لیکن وہ قانون شکنی،
لوٹ، گناہ اور برائی کے خلاف از خود حرکت
میں آنے کے لئے تیار نہیں اور اگر توجہ دی جائے
تو ناراضگی اور خفگی کا اظہار کرتی ہے۔

گندم کی انتہائی گرانی کے ایام میں گوجرہ

ے بعض اہل درد افراد نے ہزاروں روپے اکٹھے
ر کے سستے داموں یا مفت آٹا تقسیم کیا۔ ڈپوؤں
ر کڑی نگاہ رکھی۔ کارکنوں نے ایک ڈپو ہولڈر کو
رفتار کرانے کی کوشش کی۔ اس نے دو من آٹا
سی دیہاتی کے پاس فروخت کیا تھا۔ آٹا ریڑھی
پے جایا جا رہا تھا کہ پکڑا گیا۔ مقامی پولیس نے
یس درج کیا۔ ملزم کو فرار ہونے کا موقع ملا،
راس نے ضمانت قبل از گرفتاری کرائی۔ ضمانت
(Confirm) ہونے کے سلسلے میں مقامی
والدار پولیس، ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت میں
یش ہوتا رہا۔ اس کے بیانات ملزم کے حق میں
ور خلاف واقع تھے۔ کارکن وکلاء کی معرفت
دالت میں پیش ہوئے۔ بالآخر تیسری پیشی پر
قیقت حال اے ایف سی کی رپورٹ کی شکل
یں عدالت کے روبرو پیش ہوئی۔ عدالت نے
مانت منسوخ کر دی، لیکن حوالدار مذکور نے
دیدہ دانستہ ملزم کو گرفتار کرنے کی بجائے
چھوڑ دیا، اور اس نے ہائی کورٹ سے جا کر
ضمانت کروائی۔ ناجائز منفعت حاصل کرنے
والے کا مقابلہ عام سیاسی کارکن کیسے کر سکتے
ہیں۔؟ میں نے خود ایس۔ ایس۔ پی فیصل آباد کو
گوجرہ کے دورہ کے دوران حقائق سے آگاہ
کیا۔ ایک معروف کارکن نے جناب مارشل لاء
ایڈمنسٹریٹر پنجاب اور دیگر اعلیٰ حکام کو تحریری طور
پر درخواست دی اور کارروائی کا مطالبہ کیا۔
چند روز پہلے ایک معروف سیاسی کارکن اور
مشہور وکیل کے ساتھ ایس۔ ایس۔ پی موصوف
کی خدمت میں ان کے دفتر میں حاضر ہوا، اور
درخواست پر کارروائی کے بارے میں دریافت
کیا۔ فرمانے لگے ہم نے اے۔ ایس۔ پی سے
تحقیق کروائی۔ ملزم بھاگ جاتے ہیں۔ درخواست
داخل دفتر کر دی گئی ہے۔ میں نے دریافت کیا
کیا درخواست دہندہ کو طلب کر کے اس کا بیان
لیا تھا۔ فرمانے لگے کوئی ضرورت نہیں۔ آپ
انتظامیہ میں مداخلت کرتے ہیں۔ اگر پسند نہیں
اوپر شکایت کر لو۔

یہ طرز عمل پاکستان کے سب سے بڑے ضلع
فیصل آباد کے جان و مال کے محافظ پولیس کے افسر اعلیٰ
کا ہے۔ پولیس کو اکثر یہ شکایت ہوتی ہے کہ لوگ
جرائم کے انسداد میں تعاون نہیں کرتے۔ یہ
طرز عمل اور توہین آمیز سلوک میرے جیسے حقیر
انسان سے روا رکھا گیا۔ عام پاکستانی اور خاص
طور پر دیہاتی ان پڑھ غریب آدمی کی ان تک
رسائی ہے تو شنوائی نہیں، شنوائی ہے تو انصاف
نہیں۔ ضلع کے پولیس کے افسر اعلیٰ کی اس سوچ و
فکر اور طریقہ کار کے ہوتے ہوئے رشوت خوری
بدعنوانی اور جرائم کے انسداد کی توقع رکھنا عبث
ہے۔ اگر پولیس کے اعلیٰ حکام کو ملک میں پھیلی
ہوئی بدامنی، لاقانونیت، قتل و غارت، اور
غنڈہ گردی کا احساس ہو تو ان کی نیندیں
حرام ہو جائیں۔ اگرچہ جرائم کلیتہً ختم نہیں کئے جا سکتے
لیکن انہیں کافی حد تک کم کیا جا سکتا ہے ضرورت
احساس ذمہ داری احساس فرض اللہ کی مخلوق
کی خدمت کے جذبہ کی ہے۔

اکثر محکموں میں مناسب بروقت کارروائی
کے راستہ میں محکمہ کا چھوٹا دفتر سب سے بڑی
رکاوٹ ہے۔ مجھے ذاتی طور پر ماضی قریب میں
ایک اعلیٰ افسر کے بارے میں بتایا گیا جو ایک ضلع
کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ کسی شہری نے
بڑھ چڑھ کر شکایات پیش کیں اور ازالہ کا مطالبہ
کیا۔ جناب اعلیٰ افسر نے موقعہ پر تسلی اور تشفی
دلائی اور کارروائی کا یقین دلایا لیکن روانہ ہوتے
وقت مقامی افسران سے خفیہ طور پر کہا کہ اسے
"رگڑا لگاؤ"۔ ایسے ماحول میں اصلاح احوال کیسے
ہو۔ اگر نیک نیتی سے تدارک نہ کیا جائے تو مسائل
بگڑتے بگڑتے ایک خطرناک طوفان کا پیش خیمہ
بن جاتے ہیں۔

بعض حضرات حالات سے بالکل مایوس
نظر آتے ہیں۔ دراصل ہماری سب سے بڑی
کمزوری ہمارے اعتقادات اور عمل میں فاصلہ ہے۔
میرے نزدیک وہ اعتقادات جن کا عمل پر کوئی
اثر نہیں انہیں اعتقادات تسلیم کرنے کے لئے
تیار نہیں۔ یہ محض خود فریبی یا دوسروں کو
فریب دینے کی کوشش ہے۔ ہماری سوسائٹی
میں اس وقت بھی نیک افراد کی کمی نہیں۔ لیکن
میں نے اکثر جگہ بدی اور بدکردار افراد کو منظم اور
نیک شریف اور امن پسند شہریوں کو غیر منظم
پایا۔ محض بزدلی کو نیکی کا نام دیا جاتا ہے نیکی
طاقت ہے، نیکی برائی کو کاٹتی ہے لیکن نیکی
قوت ایمانی کردار اور اللہ کے راستے میں سب
کچھ نچھاور کرنے کا دوسرا نام ہے۔

انتظامیہ میں باصلاحیت اور دیانتدار افراد
کی کمی نہیں۔ لیکن اکثر ایسے افراد کی حوصلہ افزائی
کے بجائے حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ انتظامی
مشینری میں دھڑا بندی، رشتہ داریاں،
برادریاں، گروہ بندیوں اور غیر رجسٹر شدہ انجمنوں
کی کمی نہیں۔ اکثر بدکردار افراد دھڑا بندی،
گروہ بندی میں نیک شریف دیانتدار افراد
سے بازی لے جاتے ہیں۔ ذاتی طور پر میں
متعدد ایسے پرعزم صاحب کردار، دیانتدار
بہادر سرکاری ملازمین کو جانتا ہوں جن کو مل کر
ایمان تازہ ہوتا ہے۔ اس دور اور ماحول میں
ایک صاحب کردار خادم قوم سینکڑوں بدکردار
اور نکمے سازشی ملازمین پر بھاری ہے۔ وقت
کا تقاضہ ہے کہ ایسے افراد کو چن چن کر آگے
لایا جائے اور بدقماش افراد کو ان کے کئے
کی سزا دی جائے۔ اللہ تعالےٰ نے پاکستان
کو بے پناہ وسائل سے نوازا ہے لیکن
"اشرف المخلوقات" نے ان وسائل سے استفادہ
کی بجائے ان کو نظر انداز کیا۔ ہم قومی تعمیر ہی میں
نہیں، افراد کی اخلاقی تربیت اخلاقی تعمیر میں
بری طرح ناکام ہوئے ہیں۔

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے سیاسی
زندگی کو ماضی کی غلاظتوں سے پاک کرنے کا بیڑہ
اٹھایا ہے۔ انہوں نے اسلامی نظام کے نفاذ
کے لئے بنیادی کام سرانجام دینے پر خصوصی
توجہ دی ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں حسن کردار
کی قابل تقلید مثالیں قائم کرنے کے عزم
کا اظہار بھی کیا ہے۔ میں معجزات اور فوری نتائج
کی توقع نہیں رکھتا کیونکہ قومی زندگی میں روگ
نے ہر رگ و ریشہ کو متاثر کیا ہے۔ تاہم ماضی کے
احتساب اور تطہیر کے اہم کام کو اولیت دینے کے
ساتھ ساتھ ہمیں اپنے حال کی کوتاہیوں اور
غلاظتوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ ماضی کی

(بقیہ صفحہ ۱۵ پر)

تعاون کا وَن وے ٹریفک

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے پاکستان قومی اتحاد کے قائدین کو ایک حالیہ ملاقات کے دوران باضابطہ طور پر اس بات کی پیش کش کی ہے کہ عبوری حکومت اور قومی اتحاد کے درمیان تعاون کی کوئی نہ کوئی صورت ضرور نکلنی چاہیئے جس پر پاکستان قومی اتحاد کی مرکزی کونسل کے ارکان ۱۶ جون کو ایک غیر رسمی اجلاس میں غور کر رہے ہیں جہاں تک عبوری حکومت کے ساتھ تعاون کا تعلق ہے گذشتہ ایک سال کا عمل گواہ ہے کہ پاکستان قومی اتحاد نے ملک و قوم کے مفاد کی خاطر مارشل لاء حکومت سے مسلسل اور مخلصانہ تعاون کیا ہے حتیٰ کہ جمہوریت کے لئے مسلسل جنگ لڑنے والے سیاسی قائدین نے اس تعاون کی خاطر مارشل لاء کی حمایت کی کڑوی گولی نگلنے سے بھی پرہیز نہیں کیا، اور یہ سب کچھ صرف اس لئے ہوا کہ پاکستان قومی اتحاد انتہائی خلوص اور دیانتداری کے ساتھ یہ سمجھتا ہے کہ مارشل لاء حکومت کو ان مقاصد کی تکمیل کے لئے ہر صورت میں کامیاب ہونا چاہیئے جو مقاصد لے کر فوج نے ملک کی باگ ڈور سنبھالی تھی۔

لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ ہمیں اس حقیقت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے کہ مارشل لاء حکومت کے ساتھ پاکستان قومی اتحاد کے مخلصانہ تعاون نے گذشتہ سال "ون وے ٹریفک" کی شکل ہی اختیار کئے رکھی اور مارشل لاء حکومت کے سول اعوان و انصار نے قدم قدم پر ایسی صورتیں پیدا کرنے کی مسلسل کوشش کی کہ تعاون کا یہ ون وے ٹریفک کبھی کسی طرح جام ہو کے رہ جائے۔

بیوروکریسی نے ہر سطح پر پاکستان قومی اتحاد کے راہنماؤں اور کارکنوں کے ساتھ جو معاندانہ رویہ اختیار کئے رکھا اور پبلک مسائل کے حل کے سلسلے میں ان کی مساعی کو جس طرح سبوتاژ کیا گیا وہ ایک دلخراش باب ہے اور ہم لوکل، ضلعی اور صوبائی سطح پر پاکستان قومی اتحاد کے راہنماؤں اور کارکنوں کے حوصلہ کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ انہوں نے بیوروکریسی کے حوصلہ شکن اور توہین آمیز طرزِ عمل کے باوجود صبر و تحمل اور "یکطرفہ تعاون" کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور ملک و قوم کے وسیع تر مفاد کی خاطر اب تک نباہ کئے ہوئے ہیں۔

اور اب جبکہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور پاکستان قومی اتحاد کے درمیان تازہ مذاکرات میں اس تعاون کو باضابطہ شکل دینے پر غور ہو رہا ہے ہم بے حد خلوص اور دیانتداری کے ساتھ مارشل لاء حکومت سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ حضور! تعاون حاضر ہے آپ کے لئے نہیں ملک و قوم کے وسیع تر مفاد کے لئے مگر یہ تعاون "ون وے ٹریفک" نہیں ہونا چاہیئے۔ پاکستان قومی اتحاد کے راہنما اور کارکن اگر ذاتی مفاد کی بات کریں تو بے شک گردن ناپ دیجئے لیکن پبلک مسائل کے سلسلہ میں ان کی مساعی کی حوصلہ شکنی اور ان کے ساتھ بیوروکریسی کا توہین آمیز رویہ یقیناً نظرثانی اور اصلاح کا محتاج ہے کہ اس کے بغیر تعاون کی گاڑی زیادہ دیر نہیں چل سکے گی۔

شبنم اور مولانا عبدالغفارؒ

پنجاب کے نیک دل انسپکٹر جنرل پولیس

الحاج حبیب الرحمٰن خان نے شبنم اور زمرد کے گھروں پر پڑنے والی ڈکیتی کا کھوج لگانے اور ملزموں کو گرفتار کرنے میں جس چابکدستی کا ثبوت دیا ہے وہ یقیناً قابلِ داد ہے، اور اس سے یہ بات ایک بار پھر ثابت ہو گئی ہے کہ "پولیس اگر کسی جرم کا سراغ فی الواقع لگانا چاہے تو بڑے سے بڑا مجرم بھی اس کی گرفت سے نہیں بچ سکتا۔"

مگر ہم بے حد ادب کے ساتھ حاجی صاحب موصوف کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ان کی یہ فرض شناسی اور چابکدستی صرف سرمایہ داروں کے علاقے گلبرگ کی کوٹھیوں تک محدود نہیں رہنی چاہیئے اور ملک کے غریب اور نادار شہریوں کو بھی پولیس کی ان صلاحیتوں سے استفادہ کا پورا پورا حق ملنا چاہیئے کیونکہ حاجی حبیب الرحمٰن صاحب موصوف پنجاب کے تمام شہریوں کے آئی۔جی پولیس ہیں، اور اس کے ساتھ ہی اگر گستاخی پر محمول نہ کیا جائے تو ہم حاجی صاحب موصوف کو جامع مسجد کشمیری بازار، راولپنڈی کے مؤذن مولانا عبدالغفار مرحوم کی طرف بھی متوجہ کرنا چاہیں گے جنہیں دو ہفتہ قبل رات کے اندھیرے میں خانہ خدا میں شہید کر کے ڈاکو ان کا اثاثہ لے اڑے تھے لیکن راولپنڈی پولیس کے کانوں پر ابھی تک جوں نہیں رینگی اور اس مظلوم مؤذن کے قاتل پولیس کی دسترس سے دُور بہت دُور کہیں دندناتے پھر رہے ہیں۔

کیا حاجی حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ شبنم اور زمرد کے ڈاکوؤں کی طرح مولانا عبدالغفار شہیدؒ کے قاتلوں کی گرفتاری کے لئے بھی اسی فرض شناسی اور چابکدستی کا ثبوت دیں گے؟

اسلامی نظریاتی کونسل:

اسلامی نظریاتی کونسل کا اجلاس ان دنوں پشاور میں جاری ہے جس میں حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رح کی جگہ مقرر کئے گئے کونسل کے نئے رکن حضرت علامہ شمس الحق افغانی بھی شریک ہیں۔ کونسل اب تک متعدد امور کے بارے میں اپنی سفارشات اور تجاویز متعلقہ محکموں کو بھجوا چکی ہے اور بعض اہم معاملات اس وقت زیر بحث ہیں۔

گذشتہ سال مارشل لاء حکومت کے قیام کے بعد جب اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل نو کی گئی تھی تو یہ مژدہ سنایا گیا تھا کہ اب کونسل کی حیثیت محض رسمی اور نمائشی نہیں ہو گی بلکہ اسے خود مختار ادارہ بنا دیا گیا ہے" اور اب اس کے فیصلوں اور تجاویز پر عملدرآمد میں تاخیر کی شکایات پیدا نہیں ہوں گی۔ لیکن ایک سال کے دوران کونسل کی کارکردگی اور اس کے نتائج پر نظر ڈالی جائے تو یہ تسلیم کئے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں کہ کونسل کے فاضل ارکان کی مسلسل محنت اور کاوش کے باوجود عملدرآمد کے معاملہ میں ہنوز روز اوّل والا معاملہ ہے اور ہماری معلومات کی حد تک کونسل کی سفارشات میں سے اب تک ایک سفارش بھی عملی جامہ نہیں پہن سکی۔ ہمیں مارشل لاء حکومت کی مشکلات، مجبوریوں اور مصروفیات کا احساس ہے اور ہم اسلامی قوانین و روایات کی ترویج کے سلسلہ میں اس کی نیک نیتی پر بھی شک نہیں کرتے لیکن اس کے باوجود اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات و تجاویز پر عملدرآمد میں اس قدر تاخیر کم از کم ہمارے فہم سے بالاتر ہے۔

ہم مارشل لاء حکومت سے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کو محض اجلاسوں اور سفارشات تک محدود نہ رکھے اور اس کی فکری و ذہنی کاوشوں کو دائرۂ عمل میں بھی لائے تاکہ اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں مارشل لاء حکومت کے اقدامات اور اسلامی نظریاتی کونسل کی کارکردگی کہیں شکوک و شبہات کی دھند میں چھپ کر نہ رہ جائے۔

"تبصرہ" کا بھاری پتھر

گذشتہ سال راقم الحروف نے ماہنامہ 'تبصرہ' لاہور کے ایڈیٹر پبلشر جناب مرزا غلام نبی صاحب جانباز سے "تبصرہ" کی ادارت و انتظام کے حقوق ایک معاہدہ کے تحت حاصل کئے تھے اور اس نقطۂ نظر سے تبصرہ کے دورِ نو کا آغاز کیا تھا کہ امام ولی اللہ دہلوی رح کے افکار و تعلیمات کی روشنی میں ایک فکری و علمی قسم کا ماہنامہ مارکیٹ میں لایا جا سکے، لیکن مجھے اعتراف ہے کہ میں ایسا نہیں کر سکا جس کی وجوہات میں سب سے بڑی اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ "تبصرہ" مجھ سے "کُل وقت" کا متقاضی رہا اور میں اس کا یہ تقاضہ پورا نہ کر سکا۔

میرا خیال تھا کہ جماعتی سرگرمیوں کو جاری رکھتے ہوئے اوقات کی ایسی تقسیم ہو سکے گی کہ "تبصرہ" کی ذمہ داریاں بھی نبھ سکیں مگر افسوس کہ میرا یہ خیال درست نہ نکلا اور بالآخر "جماعتی سرگرمیوں" اور "تبصرہ" کی کشمکش نے ------- مجھے "تبصرہ" سے دست کش ہونے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ میں نے 'تبصرہ' کی ادارت و انتظام کے حقوق مرزا جانباز صاحب کو واپس کر دیے ہیں اور اس طرح یہ بھاری پتھر میں نے چوم کر چھوڑ دیا ہے۔ اس دوران جن احباب نے میرے ساتھ تعاون کیا ان سب کا بالخصوص جانباز مرزا صاحب کا شکر گزار ہوں۔

گذشتہ سال جون سے اس سال مئی تک خریداروں، ایجنسیوں اور دیگر متعلقین کے لین دین کا حساب براہ راست مجھ سے متعلق ہے' اس لئے لینے اور دینے والے دونوں قسم کے دوست اس سلسلہ میں مجھ سے رجوع کریں تاکہ کسی دوست کے حساب میں کوئی الجھن باقی نہ رہے۔

اس بارے میں مجھ سے یقیناً کوتاہیاں ہوئی ہوں گی اور "تبصرہ" کو ایک معیاری ماہنامہ کی شکل دینے میں دوستوں کی توقعات پر تو فی الواقع میں پورا نہیں اترا' اس لئے میں اپنے دوستوں اور رفقاء سے معذرت خواہ ہوں۔ مجھے امید ہے کہ احباب میری اس معذرت کو قبول فرمائیں گے۔

بقیہ:- انتظامیہ کی ذمہ داری

اصلاح کا بیڑہ اٹھانے والوں کی نگاہ سے حال اوجھل نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ تاریخ ساز کام ہم نے بامر مجبوری عدلیہ فوجی حکام اور سول انتظامیہ کے سپرد کیا ہے۔ اس کی کامیابی کے لئے از بس ضروری ہے کہ ان عناصر کا کردار بلند و بالا اور قابل رشک ہو۔ میں موجودہ حالات میں سول انتظامیہ کو خصوصی اہمیت دیتا ہوں کیونکہ اس کا رول سب سے زیادہ اہم ہے۔ اس لئے عام شہری سیاسی کارکن اس کی کارکردگی پر نظر رکھتے ہیں۔ اس کی ناکامیوں پر داویلا اور نقائص کی نشاندہی معمول بن چکی ہے۔ ہر درد مند شہری اس دور کا شدید منتظر ہے جب زندگی کے ہر شعبے میں تنزلی کے بجائے ترقی محسوس کی جائے گی اور ہماری قوم ترقی کی راہ پر گامزن ہو گی۔ پاکستان کے عوام خادمان قوم کی خدمات کا دل کھول کر اعتراف کریں گے اور دل و جان سے ان کا احترام کیا جائے گا۔



عبدالصمد صارم الازہری

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا

علم انسانی کی یہ حالت ہے کہ جیسے وہ دن رات اپنا بیٹا کہہ کر پکارتا ہے اور جسے رات دن اپنی آنکھوں کے سامنے چلتا پھرتا دیکھتا ہے، نہیں کہہ سکتا کہ آیا وہ اس کا بیٹا ہے بھی یا نہیں اور جسے اپنا باپ سمجھتا ہے وہ دراصل اس کا باپ ہے بھی یا نہیں۔ اس نظریہ سے دیکھو تو نیچے اوپر کے سارے رشتے ناتے بے اصل ہو کر رہ جاتے ہیں اور پھر فرضی رشتے بھی۔

غیر تو غیر انسانوں کو خود اپنے متعلق کچھ معلوم نہیں کہ عالمِ وجود میں اس نے کب اور کس دن قدم رکھا تھا اور کب اور کس دن اور کس مقام پر اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا، نہ اسے یہ پتہ کہ آج کیا کمائے گا اور کیا کھائے پیئے گا، پھر جو کچھ کھایا پیا ہے اس کے بارے میں بھی اسے معلوم نہیں کہ پیٹ میں جا کر اس کا کیا حشر ہوا، کیا صورت اختیار کی، کس وقت ہضم ہوا، کیسے ہضم ہوا اور کب تک کھایا پیا اس کے پیٹ میں رہے گا۔ خون کس وقت بنا، کیسے بنا، کس وقت اس نے کیا رنگ اختیار کیا اور پھر وہ کہاں کہاں دوڑا دوڑا پھرا۔

یہ تو وہ چیزیں ہیں جو اس وقت اس کے جسم کے اندر ہیں تو کل کے بارے میں وہ کیسے جان سکتا ہے کہ کل کیا ہوگا، کہاں کہاں جائے گا، کیا کیا کرے گا، کس کس سے ملے گا اور اس کے کئے کا کیا انجام ہوگا۔

یہ انسان جو کل کے علم سے بھی بے خبر ہے اور حال سے بھی نا آشنا ہے اسے کیا معلوم کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا۔ ہم اپنے ماضی کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ جو کچھ جانتے ہیں اس میں کتنی سچائی ہے، کتنی اصلیت تھی اور کتنا دھوکا اور جھوٹ ملا ہوا تھا ہمیں کتنے مغالطے لگے ہوئے تھے۔ جنہیں ہم حقیقت سمجھتے رہے اور اب بھی حقیقت ہی سمجھتے ہیں مگر کیا معلوم کہ وہ حقیقت ہے یا مغالطہ، کیوں کہ ہماری ساری زندگی مغالطوں سے بھرپور ہے۔ برسوں بعد پتہ چلتا ہے کہ جسے ہم حقیقت سمجھتے رہے وہ مغالطہ تھا جسے دوست سمجھتے رہے وہ دشمن تھا۔

یہ انسان جسے اپنے علم پر اتنا غرور ہے اس کے علم کی یہ اصلیت ہے جس علم کے غرور پر وہ خدا سے بھی منکر ہو گیا ہے اس کی یہ حالت ہے، حیرت ہوتی ہے لوگ فلسفہ و منطق کی چند کتابیں پڑھ کر خدا سے کیسے منکر ہو جاتے ہیں، جبکہ ہمارے علم کی یہ حالت ہے کہ جس زمین کے ذرا سے ٹکڑے پر ہم دو پاؤں سے کھڑے ہیں، ہمیں پتہ نہیں کہ ہمارے ان دو پیروں کے نیچے کتنی ان گنت مخلوق ہے جسے اس نے پیدا کیا ہے اس دو فٹ زمین کے نیچے کتنے ذرات ہیں کتنی مٹی، کتنا ابرک، کتنا سیسہ، کتنا لوہا اور کتنا تانبا ان ذرات میں شامل ہے، نمک کی کتنی مقدار ہے گندھک کتنا ہے، پانی کے کتنے قطرات اس میں شامل ہیں۔

کبھی غور کرتا ہوں تو سوچتا ہوں اپنے دو قدموں کے نیچے جو کچھ پاتال تک چلا گیا ہے اس میں کیا کچھ ہوگا مگر مجھے کچھ علم نہیں، پانی ہوگا، آگ ہوگی، دھواں ہوگا اور نہ معلوم کیا کیا ہوگا۔ پھر ان قدموں کے نیچے سے پاتال تک آر پار کر دیا جائے تو کون سا ملک برآمد ہوگا۔ وہاں کے لیل و نہار کیسے ہوں گے۔ اس کی سطح پر پھول ہوں گے یا ریت یا دریا بہتے ہوں گے۔

اپنے علم کا یہ عالم ہے کہ ایک فٹ زمین کے بارے میں بھی ہمیں کچھ علم نہیں اور جو کچھ اس میں سے کھود کر نکالا جائے ان میں سے بھی بیشتر اشیاء ہماری سمجھ سے باہر ہوں گی، تو جس ذات نے اتنا بڑا کارخانہ پیدا کیا ہے اسے کون جان سکتا ہے اور اسے کون پا سکتا ہے ہم اس کی مخلوق کو نہیں جان سکتے تو اسے کیسے جان سکتے ہیں۔ بہت سے بڑے بڑے فلاسفر اور صوفیاء نے اس کی معرفت کے بڑے لمبے چوڑے دعوے کئے ہیں مگر ان کی رسائی چند ایک تجلیات یا صفات تک محدود ہو کر رہ گئی ہے اور وہ رسائی بھی نامکمل۔

کچھ نے اس کی بنائی ہوئی فطرت تک پہنچ کر سب کچھ نیچر ہی کو سمجھ لیا اور اس کے وجود سے انکار کر بیٹھے۔ یہ نہ سوچا کہ جو چیز خود غیر شعوری ہو وہ دوسروں کو شعور کیسے بخش سکتی ہے۔ مخلوقات میں رنگ رنگ کے شعور رکھنے والی مخلوقات ہیں، تو بے شعور فطرت نے کیسے شعور پیدا کر لیا۔

الغرض علم انسانی ہیچ در ہیچ اور پوچ در پوچ ہے، کسی انسان کو اپنے علم پر مغرور نہ ہونا چاہیئے کیونکہ ہمارا علم دراصل جہل کی ایک روشن صورت ہے۔



م۔ا۔ ملتانی

مولانا ابوالکلام آزادؒ اور حضرت مدنیؒ پر قیام پاکستان کی مخالفت کا الزام

قاری محمد طیب صاحب کی اس سلسلہ میں وضاحت

گذشتہ دنوں امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کے متعلق ایک ہفت روزہ جریدہ نے نہرو کے سیکرٹری کے ذریعہ انکشاف کیا تھا کہ مولانا آزاد مرحوم شراب کے رسیا تھے۔ مولانا مرحوم کی ذاتی زندگی کے "نشیب و فراز" اور ان کے معاصر رفقاء کرام کی ان سے متعلق آراء۔ ان کے مخالفین کے افکار تمام تر ایک طرف اور اس ہندو ...... کی ان کی بالاصوت "شہادت شراب نوشی" ایک طرف.... ان میں باہم کوئی توازن نہیں ہے۔ دراصل اس ہندو نے اپنے موجودہ وزیر اعظم جناب مرارجی ڈیسائی کے اس اقرار سے ہونے والی رسوائی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے جو وہ ہر صبح اپنے "کوثر" سے نوش فرماتے ہیں۔ اپنی بیدار مغزی، صحت و درازیٔ عمری کا راز اسی میں بتلاتے ہیں اور نسل انسانی کے حواس کو مختل کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ مولانا کی ذات گرامی تو اپنی جگہ بہت بلند و بالا ہے۔ اس قسم کے افتراء اور بہتان تراشی سے مولانا کا تو کچھ نہیں گیا البتہ ان پر الزام لگانے والا ضرور اپنی وقعت کھو بیٹھا۔

مولانا آزاد مرحوم کوئی تقلید پسند شخصیت نہ تھی۔ وہ اپنی ذات میں علم و فضل اور فلسفہ کی ایک بہت بڑی انجمن اور بہت بڑا ادارہ تھے۔ مولانا مرحوم نے پیدائشی مسلمان کی حیثیت سے اسلام کو قبول نہیں کیا بلکہ وہ اپنے گھریلو پیرانہ ماحول سے جداگانہ طریق سے مطالعہ اور غور و فکر کے بعد اسلام کو حق سمجھتے ہوئے اسلام سے وابستہ ہوئے۔ ان کی عظمت کا اندازہ اسی ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ اپنی عظیم کتاب ترجمان القرآن کا انتساب کسی بہت بڑی شخصیت، قریبی عزیز اور کسی رئیس کے نام نہیں کیا بلکہ اس کی نسبت ایک ایسے گمنام شخص کی طرف ہے جو کسی دوسرے ملک سے پیدل چل کر علم و ہدایت کے اصول کے لئے مولانا مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

آج کی اس صحبت میں ہمیں خاص کر ان لوگوں کی خدمت میں کچھ عرض کرنا ہے جو ہمیشہ سے تصویر کا ایک رخ اپنی "مخصوص عینک" سے دیکھتے ہیں اور ان کو یہی نظر آتا ہے کہ مولانا مرحوم پاکستان کے مخالف تھے، اور اس کے لئے ان کے جذبات اچھے نہ تھے۔ وہ پاکستان کو ترقی کرتا اور پھلتا پھولتا نہ دیکھنا چاہتے تھے۔ کچھ اسی قسم کے الزامات حضرت مدنیؒ پر بھی لگائے جاتے ہیں ـــــ ان الزامات کی حقیقت کیا ہے؟ اور پاکستان کے معرض وجود میں آجانے کے بعد یہ لوگ پاکستان کے متعلق کس قسم کے نظریات کے حامل تھے، اس کا اندازہ قاری محمد طیب صاحب، مدیر دارالعلوم دیوبند (انڈیا) کی عظیم المرتبت ثقہ شخصیت کے اس انکشاف سے ہو سکے گا جو انہوں نے اپنے حالیہ دورۂ پاکستان کے موقع پر روزنامہ "مشرق" کے نمائندہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے۔

مولانا آزاد مرحوم اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہما کے جملہ متعلقین و معتقدین کو ان دونوں حضرات کی آراء کا پہلے سے علم تھا اور ان کو کسی قسم کا شبہ یا تردد اس میں نہیں ہے۔ ان کے لئے یہ کوئی نئی بات نہ ہوگی، لیکن پاکستان کی نئی نسل کے سامنے "تقسیم ہند اور پاکستان کے قیام" کی تاریخ کچھ اس طرح مسخ کر کے پیش کی جاتی ہے کہ نئی نسل ان اساطین امت مسلمہ سے برگشتہ نظر آتی ہے، اور ان کے خلاف اس طرح پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ ان کے تذکرے سے ہی نئی نسل الرجک نظر آتی ہے اور اسی طرح ان کے علم و فضل، تفکر و تدبر، تقویٰ و زہد کے پیش نظر بھی ان کا احترام ان کے دلوں میں نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں ان کا کوئی قصور نہیں، اس میں قصور ان لوگوں کا ہے جو تاریخ کو اس طرح غلط رنگ دے کر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

اس غلط طریق کار کے نتیجہ میں کچھ دینی رجحان رکھنے والے سادہ لوح عوام بھی اس کا شکار ہیں ان کو ایسی کتابوں یا شہادتوں سے مطمئن کرنا مشکل ہے جو خود مولانا آزاد مرحوم یا حضرت مدنیؒ کے متعلقین اور نظریاتی اور سیاسی طور پر ان سے وابستہ لوگوں کی طرف سے سامنے آتی ہیں۔

حال ہی میں قاری محمد طیب صاحب مدظلہ پاکستان تشریف لائے۔ قاری صاحب کے بارے میں یہ عرض کرنا خالی از فائدہ نہیں ہوگا کہ آپ کا شمار حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ کے خلفاء میں ہے اور پاکستان کے قیام کے نظریاتی طور پر آپ اتباع شیخ میں حامی

تھے۔ ہمارے خیال میں اگر مخالفین انہاد تفہیم کی غرض سے قاری صاحب موصوف کے بیان کردہ واقعات پر غور کریں گے تو حقیقت حال روز روشن کی طرح ان کے سامنے واضح ہو جائے گی۔

حضرت قاری صاحب مدظلہ نے نمائندہ 'مشرق' کو طویل انٹرویو دیتے ہوئے اس سوال کے جواب میں فرمایا۔

سوال (نمائندہ مشرق) نے قاری صاحب سے عرض کیا کہ مدنیؒ اور مولانا ابوالکلامؒ اپنی دینی وجاہت اور رہبا دحریت کے باعث ہمارے ماضی کی رونق ہیں، لیکن یہ سوچ کر بڑی مایوسی ہوتی ہے کہ ایسی عظیم المرتبت ہستیاں قیام پاکستان کے خلاف تھیں ——؟ آخر کیوں؟

اس پر قاری صاحب نے فرمایا کہ فکری اور نظری اختلاف کسی بھی معاملہ پر ہو سکتا ہے۔ بلاشبہ حضرت مدنیؒ قیام پاکستان کے حق میں نہ تھے تاہم جب پاکستان بن گیا تو حضرت نے فرمایا کہ اب پاکستان کو مضبوط بنایا جائے۔ حضرت مدنیؒ فرماتے تھے کہ جب تک مسجد تعمیر نہ ہو تو اس کے بارے میں اختلافات ہو سکتے ہیں۔ اس کی ساخت، بناوٹ اور موقع محل پر مختلف آراء ہو سکتی ہیں، لیکن جب مسجد تعمیر ہو جائے تو پھر اس کی تقدیس کا خیال ہر دم لازم ہے، پھر مسجد کے بنانے یا نہ بنانے پر بحث نہیں کی جا سکتی۔ یہی حال قیام پاکستان کا ہے ——

حضرت مدنیؒ نے فرمایا اب چونکہ پاکستان قائم ہو گیا۔ اب خدا پاکستان کو مستحکم اور خوشحال بنائے۔ (آمین)

س:- مولانا ابوالکلامؒ بٹوارے کے بعد پاکستان کے لئے کیا جذبات رکھتے تھے؟

ج اس سلسلہ میں قاری صاحب نے ایک دلچسپ واقعہ سناتے ہوئے بتایا کہ ایک مرتبہ مولانا احمد سعید کی معرفت پیغام ملا کہ مولانا ابوالکلامؒ مجھے یاد فرما رہے ہیں۔ میں دہلی پہنچا، اور سیدھا ان کے دفتر گیا۔ مولانا اپنے روایتی اخلاق کے مطابق نہایت تپاک سے پیش آئے۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے کیوں یاد فرمایا ——؟

انہوں نے فرمایا کہ اب پاکستان قائم ہو چکا ہے۔ نئی نئی مملکت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اچھے اور لائق لوگ پاکستان چلے جائیں اور اس نوزائیدہ مملکت کا نظام سنبھال کر اسے اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے قابل بنائیں۔

اتنا فرمانے کے بعد مولانا نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ پاکستان جانا چاہتے ہیں تو میں بخوشی آپ کو بھجوانے کا انتظام کر سکتا ہوں۔ اس بارے میں آپ کو بلا جھجک اپنی خواہش کا اظہار کرنا چاہیئے لیکن یہ بات افسوسناک ہے کہ اس سلسلہ میں خفیہ طور پر پاکستانی ہائی کمشنر سے ملاقاتیں کی جائیں۔

قاری صاحب نے کہا کہ مولانا مرحوم کی یہ باتیں سن کر میں حیرت زدہ رہ گیا اور ان سے کہا کہ یہ قطعی غلط اور جھوٹا الزام ہے۔ اس پر مولانا ابوالکلام سوچ میں پڑ گئے۔ میں نے انہیں بتایا کہ سی۔ آئی۔ ڈی والوں نے حکومت کو ہمارے بارے میں غلط اطلاع دی ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے چندہ جمع کرنے والے سفیر چندے کے سلسلے میں پاکستان جانا چاہتے تھے اور اسی ضمن میں انہوں نے ہائی کمشنر سے رابطہ قائم کیا تھا۔ سی۔ آئی۔ ڈی والوں نے اس بات کو زیب داستان کے لئے بڑھایا اور یہ افسانہ بنا ڈالا کہ میں پاکستان منتقل ہونا چاہتا ہوں۔

قاری صاحب نے کہا کہ جب یہ حقیقت مولانا کے علم میں آئی تو وہ بہت متاسف ہوئے اور انٹیلی جنس کے عملے پر بڑا ملال ظاہر کیا۔ کہنے لگے کہ یہ سی۔ آئی۔ ڈی کے جھوٹے لوگ تھے جو ہمارے بارے میں بھی انگریزوں کو غلط اطلاعات بہم پہنچاتے تھے

ع وہ کہیں اور سنا کرے کوئی

(بشکریہ مشرق ۱۰ مئی ۷۸ء)

اس حقیقت کے واضح ہو جانے کے بعد مولانا آزاد اور حضرت مدنیؒ کے وہ مخالفین جو مخالفت برائے مخالفت کے اصول پر مسلمانوں کے ان دو عظیم راہنماؤں کے خلاف غلط پروپیگنڈے سے تاریخ کو مسخ کرتے اور ماضی کی تاریخ کو مستقبل کے حوالے کرنے میں جس بے راہروی کا مظاہرہ کر رہے ہیں انکو عقل کے ناخن لینے چاہئیں اور اپنے کو خدا کے سامنے جوابدہ متصور کرنا چاہیئے جسکی عدالت کا فیصلہ حق اور صحیح ... اور آخری بھی ہوگا۔



نئی نسل کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی جائے

آزاد کشمیر میں مختلف اجتماعات سے مولانا زاہد الراشدی کا خطاب

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی نے آزاد کشمیر کی تحصیل باغ کے مختلف مقامات کا دورہ کر کے علماء کرام اور کشمیری راہنماؤں سے مختلف امور پر تبادلۂ خیالات کیا۔ آپ ۳ جون سے ۷ جون تک پانچ روزہ تبلیغی دورہ کے دوران نعمان پورہ، باغ، سدھن گلی بیرپانی، گوگھڑ، میت گلی، تھب، محلہ قاضیاں اور ملوٹ گئے اور مدرسہ امداد الاسلام تھب، مدرسہ تعلیم القرآن میت گلی اور مدرسہ تعلیم القرآن ملوٹ کے سالانہ تبلیغی اجتماعات کے علاوہ میت گلی میں مدرسہ تعلیم القرآن کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے صدر جناب ظفر یاسین بٹ اور جمعیۃ طلباء اسلام گکھڑ کے جنرل سیکرٹری عمران شاہد رانا بھی اس دورہ میں آپ کے ہمراہ تھے۔ مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے مولانا زاہد الراشدی نے لوگوں پر زور دیا کہ وہ نئی نسل کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دیں تاکہ وہ مستقبل کی ذمہ داریاں صحیح طور پر ادا کرنے کے قابل ہو سکے۔

آزاد کشمیر کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا مفتی عبد المتین اور مولانا قاضی عبد الرؤف نے بھی ان اجتماعات سے خطاب کیا اور عوام کو اسلامی تعلیمات پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی تلقین کی۔

تھب اور میت گلی کے اجتماعات میں علاقائی مسائل کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں جن کی نقول مولانا زاہد الراشدی نے آزاد کشمیر حکومت کے سربراہ بریگیڈیئر محمد حیات کو بھجوا کر ان سے استدعا کی ہے کہ ان مسائل کے حل کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔

قرارداد اجتماع تھب:

ملک کو ڈوگرہ سامراج سے آزاد کرائے ہوئے تیس سال کا عرصہ گذرا ہے۔ عوام کی تمنا تھی کہ آزادی اور دیگر معاشی۔ مواصلاتی۔ تعلیمی سہولتیں مہیا ہوں گی۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حلقہ وسطی باغ کا شمالی خطہ ان سہولتوں سے محروم ہے۔ ہر حکومت نے تعاون حاصل کرنے کے لئے سبز باغ دکھائے۔ سردار عبد القیوم صاحب کی صدارت کے دوران دو وزیر صاحبان اسی مقام تھب پر آئے۔ عوام کو ہر قسم کے مطالبات کی منظوری کا یقین دلایا۔ حمید خان صاحب کی تو حکومت میں تو صاحب موصوف نے بزبان خود یہاں تھب کے ہائی اسکول اور سڑک براستہ پنیالی کی منظوری کا جلسۂ عام میں اعلان کیا۔ مگر یہ وعدے۔ اعلان۔ یقین دہانی سب فراڈ ثابت ہوئے۔ موجودہ حکومت آزاد کشمیر جو ایک فوجی افسر غیر جانبدار شخصیت ہیں، مدرسہ امداد الاسلام تھب۔ کا سالانہ اجلاس جو زیر اہتمام مقامی جمعیت علماء آزاد کشمیر منعقد ہوا ہے۔ اجلاس ہذا مندرجہ ذیل مطالبات حکومت آزاد کشمیر کو پیش کر کے انکی منظوری کی توقع رکھتا ہے۔

۱۔ مڈل سکول تھب جسکا اعلان بھی کیا گیا۔ سال رواں میں ہونے والے بجٹ میں اس کو ہائی سکول کا درجہ دیا جاوے۔ علاوہ ازیں مڈل سکول جگلڑی پنیالی کو بھی ہائی سکول بنایا جاوے۔ پرائمری گرل سکول تھب کو مڈل سکول اور جھجر پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دے کر اپنی تحویل میں لیا جاوے۔ جھجر اور میت گلی میں پرائمری گرل سکول کا اجرا کیا جاوے۔ ملوٹ ہائی سکول کو ایف۔ اے کالج کا درجہ دیا جاوے۔

۲۔ جگلڑی پنیالی۔ میت گلی سول ڈسپنسری سال رواں کے بجٹ میں منظور فرمائی جائیں۔ ملوٹ ڈسپنسری کو اے کلاس کا درجہ دیا جاوے۔

۳۔ مواصلات کے نظام کو بہتر بنانے اور عوام کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے ... بنی پیاری سے براستہ پنیالی تھب ملوٹ سڑک نکالی جائے۔

۴۔ اس علاقہ میں غلہ نہ ہونے کی وجہ سے فی کس سکیل میں اضافہ کر کے دوگنا کر دیا جائے۔

قرارداد اجتماع میت گلی۔

ناموس صحابہ کا تحفظ ہر مسلمان کی زندگی کا مشن ہونا چاہیئے

توہین صحابہ کو جرم قرار دیا جائے، ابوبکر صدیقؓ کانفرنس کا مطالبہ

قرآن و سنت پر مبنی دینی نصاب کی منظوری دینے پر حکومت کو خراج تحسین

کوئٹہ ۲۳ جون (پ ر) آج رات بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد میں مجلس تحفظ حقوق اہلسنت پاکستان کے زیر اہتمام یوم سیدنا ابوبکر صدیقؓ کانفرنس کے آخری اجلاس سے ممتاز علماء کرام نے خطاب کیا۔ اجلاس کی صدارت ممتاز عالم دین مولانا عبدالشکور دین پوری نے کی۔ جلسے کی کارروائی مجلس تحفظ حقوق اہل سنت پاکستان کے سربراہ خطیب اہل سنت مولانا عبدالشکور دین پوری کی تقریر سے ہوئی۔

مولانا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صحابہ کرام کی عزت و ناموس در اصل اسلام کی عزت ہے۔ اس کی حفاظت ہمارا جزو ایمان ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری جماعت ملک بھر میں یوم صدیق اکبرؓ منا رہی ہے کیونکہ ناموس صحابہ کا تحفظ ہماری زندگی کا مشن ہے۔

مولانا عبدالشکور نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ نہ صرف خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبرؓ بلکہ خلفائے راشدین کے ایام سرکاری سطح پر منائیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں مقامی علماء کرام بالخصوص جامع مسجد مرکزی کی کمیٹی اور خطیب مولانا عبدالشکور کے تعاون کا شکریہ ادا کیا۔

مجلس تحفظ حقوق اہل سنت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا سید عبدالمجید ندیم نے کہا کہ حلقہ رسالت کے فیض یافتہ صحابہ کرام کی سیرۃ حیات ملت کے لئے روشنی کا مینار ہے۔ محمدی مکتب کے ان خوش نصیب انسانوں نے سلامی انقلاب کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر منشاء نبوت کو پورا کیا۔ خلفائے راشدین کے دور میں سلام اپنے پورے شباب کے ساتھ عرب و عجم پر حکمران رہا۔ ان کے عدل و انصاف اور معاشی تحفظ حقوق اہل سنت پاکستان میں مغرب اور اشتراکیت کے بڑھتے ہوئے طوفان کو نظام راشدہ کے ذریعے رد کرنا چاہتی ہے۔

مولانا محمد عبدالقادر ڈیروی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فلاح و اصلاح کا راز کتاب اللہ اور رجال اللہ کے ساتھ کامل ربط میں مضمر کر دیا ہے۔ فرقہ واریت اور اختلافات تب رونما ہوتے ہیں جب ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ربط میں کمی آتی ہے۔ ہماری تفرق کا سب سے بڑا سبب نظریاتی تعبیر کا اختلاف ہے۔ یہ اس وقت ہوا جب کچھ لوگوں نے کتاب اللہ کو سب کچھ سمجھ لیا اور رجال اللہ کی تفسیر و تعبیر کو کوئی اہمیت نہ دی۔ بعض نے رجال اللہ کو سب کچھ سمجھ لیا اور کتاب اللہ کو چھوڑ دیا۔ مولانا محمد عبدالقادر ڈیروی نے کہا کہ ہمیں کتاب اللہ کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی بھی پیروی کرنی چاہیئے۔ رجال اللہ کی تعبیر تفسیر کے ساتھ تمسک ہماری وحدت و یگانگت اور اتحاد و اتفاق کی بنیاد ہے۔ اس کے بغیر اتحاد کی خواہش تو ہو سکتی ہے لیکن اتحاد نہیں ہو سکتا۔ اجلاس میں مندرجہ ذیل قراردادیں پاس کی گئیں۔

یہ اجلاس مارشل لاء حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہے جس نے سابقہ حکومت کے فیصلہ کو کالعدم قرار دیا ہے اور جداگانہ نصاب دینیات کو ختم کر کے قرآن و سنت پر مبنی نصاب رائج کرنے کے عزم کا اعلان کیا ہے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آئندہ نصاب دینیات کی تیاری میں علماء اہل سنت کو نمائندگی دی جائے اور خلفائے راشدین کے کردار کو شاندار طریقے سے پیش کیا جائے تاکہ نئی نسل اپنے شاندار ماضی سے آگاہ ہو۔

اجلاس نے مطالبہ کیا کہ صحابہ و اہل بیتؓ کے خلاف تحریر و تقریر پر مکمل پابندی عائد کی جائے اور توہین صحابہ کو جرم قرار دیا جائے۔ محسنین اسلام خلفائے راشدین کے ایام سرکاری سطح پر منائے جائیں۔ اس روز عام تعطیل ہو۔ ریڈیو اور ٹی وی پر مقام صحابہ پر مبنی پروگرام پیش کئے جائیں۔

اجلاس نے ایک قرارداد میں چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ مولوی مشتاق حسین کے بیان پر اطمینان کا اظہار کیا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خلافت راشدہ کے دور کی روشنی میں ملک میں رائج کیا جائے گا۔

اجلاس نے ایک قرارداد میں سنٹ مائیکل سکول کوئٹہ چھاؤنی کے سابق مدرس اسلامیات مولانا محمد عبدالقادر ڈیروی کے بلا جواز اور

۱۔ گورنمنٹ مڈل سکول (ٹھب) کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے

۲۔ نعمان پورہ سے براستہ پنیالی ٹھب سڑک نکالی جائے۔

۳۔ مڈل سکول میت گلی کو پائلٹ مڈل سکول کا درجہ دیا جائے۔

۴۔ میت گلی کے مقام پر گرلز پرائمری سکول کا اجراء کیا جائے۔

۵۔ میت گلی کے مقام پر ڈسپنسری کا اجراء کیا جائے۔

۶۔ ٹھب ڈسپنسری کو اے کلاس کا درجہ دیا جائے۔

۷۔ نکی کیر پرائمری سکول میں سٹاف کی توسیع کی جائے۔

۸۔ نکی کیر میں گرلز پرائمری سکول کا قیام عمل میں لایا جائے۔

۹۔ ٹھب گرلز سکول کو مڈل کا درجہ دیا جائے۔

۱۰۔ پرائمری سکول جھگڑ کو مڈل کا درجہ دیا جائے۔

۱۱۔ مڈل سکول جگلڑی کو ہائی اسکول کا درجہ دیا جائے۔

۱۲۔ مڈل سکول پنیالی کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے۔

بے ضابطہ تبادلے پر اظہار افسوس کرتے ہوئے مارشل لاء انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ اس معاملہ میں فوری مداخلت کر کے مولانا محمد عبدالقادر وڈیری کو دوبارہ سینٹ مائیکل ہائی سکول میں تعینات کیا جائے

اپنے پروگرام میں ثابت قدم رہے اور امت کو طرح طرح کے تکالیف برداشت کرنے کا سبق سکھایا۔

جلسہ میں سندھ کی مشہور خانقاہ ہالیجی شریف کے سجادہ نشین حضرت حافظ محمود اسعد دامت برکاتہم کے فرزند ارجمند حضرت مولانا عبدالصمد صاحب مدظلہ بھی موجود تھے۔

انگریزوں نے ہماری غیرت کو للکارا ہے، ہم انہیں کبھی بھی برداشت نہیں کریں گے (حضرت مولانا عبدالکریم قریشی آف بیر شریف)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا مقصد اللہ تعالیٰ کے دین کو غلبہ دلانا تھا۔ پیر محمد شاہ امروٹی

شکار پور: ۹ جون کو مسجد نور و مدرسہ احیاء العلوم قادریہ شکار پور میں ایک بہت بڑا سالانہ دینی جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ ۱۰ بجے سے شروع ہوا اور رات گئے تک جاری رہا۔ اس جلسہ میں عوام نے بہت بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس جلسہ سے استاد العلماء مولانا مظہر الدین مدظلہ حضرت مولانا محمد عالم پھوڑا امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع شکارپور و تنظیم اہل سنت والجماعت صوبہ سندھ کے صدر حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ بخاری (سکھر) استاد عطا محمد مولانا عبدالرزاق ایڈوکیٹ صوفی شاہ نواز پھوڑ حضرت مولانا حبیب اللہ چنو نائب امیر جمعیۃ شکارپور نے خطاب فرمایا۔

اس کے بعد جمعیت علماء اسلام کل پاکستان کے نائب امیر و انجمن تحفظ حرمت حج سندھ کے صدر حضرت مولانا عبدالکریم صاحب قریشی آف بیر شریف کا اعلان ہوا جن کے لئے سارا مجمع منتظر و بے چین تھا۔ حضرت قبلہ بیری صاحب جب سٹیج پر تشریف لائے تو فضا نعروں سے گونج اٹھی۔ حضرت مدظلہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ انگریزوں نے ہماری غیرت کو للکارا ہے ہم انہیں کبھی بھی برداشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک خاندان کے افراد جب ایک دوسرے کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اور آپس میں رہتے ہیں جب ان میں سے کوئی دوسرے کے دل پر حملہ کرتا ہے تو غیرت مند اسے کبھی بھی برداشت نہیں کرتا اور اس کے ساتھ جنگ کا اعلان کرتا ہے۔ انگریز بھی آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ انہوں نے انسانوں کے قلب پر حملہ کیا۔ حیاء کی بجائے بے حیائی، قرآن کی جگہ اپنی تہذیب وغیرہ دیا۔ انسان کا دل قرآن کی جگہ ہے جس کے لئے ارشاد گرامی ہے فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ انہوں نے فرمایا کہ یاد رکھو جب تک انگریز کی نحوست ہمارے ملک میں رہے گی تب تک اسلامی قانون کا آنا مشکل ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جہاں مدارس ہیں وہاں ہدایت ہے اور جہاں مدارس نہیں ہیں وہاں گمراہی اور ضلالت ہے۔ انہوں نے عوام پر زور دیا کہ اپنے بچوں کو مدارس میں داخل کرو اور گمراہی کے گڑھے سے بچاؤ اور ہدایت کی طرف آؤ۔

اس کے بعد جناب پیر محمد شاہ صاحب امروٹی نے فرمایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا مقصد دین اسلام کو غلبہ دلانا تھا جبکہ اس سے قبل جاہلیت۔ شرک۔ کفر۔ بے حیائی اور بے غیرتی کا دور تھا سارا معاشرہ بگڑ چکا تھا انسانی حقوق پامال کئے جاتے تھے۔ یہودیت و نصرانیت کا ملک پر قبضہ تھا۔ ان کے کفر والا جھنڈا غالب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس کفر کے جھنڈے کو مغلوب کیا جائے اس لئے پیغمبر کو مبعوث فرمایا جس کی بدولت اسلام ہر طرف پھیل گیا۔ پیغمبر کے مقابلہ میں نواب آئے، سردار آئے، پنڈت آئے، پادری آئے پیغمبر کو طرح طرح کے الزامات لگائے گئے پیغمبر کے پروگرام کو ناکام کرنے کے لئے طرح طرح کے حربے استعمال کئے گئے لیکن پیغمبر

ملک میں اسلامی معاشی نظام نافذ کیا جاوے۔ (مقررین)

رحیم یار خان: گذشتہ روز مڈ گامن۔ کوٹ سمابہ۔ خان پور۔ فیروزہ۔ ظاہر پیر مسن آباد۔ ترنڈہ سوائے خان میں تبلیغی اجتماعات ہوئے جن میں جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خان کے جوائنٹ سیکرٹری مولانا قاری حماد اللہ شفیق نے خطاب کرتے ہوئے عبوری حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ فی الفور ملک میں نظام مصطفےٰ نافذ کریں اور علاقائی مسائل حل کرنے کی طرف توجہ دیں۔ انہوں نے کہا نظام اسلام کے نفاذ کے بعد ہر شخص اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرے گا۔ ہر شخص کی عزت محفوظ رہے گی۔ معاشرہ میں جو بے راہ روی پھیل رہی ہے اس کا خاتمہ ہوگا اور معاشرہ کی اصلاح صرف اور صرف اسلامی قانون کے نفاذ سے ہو سکتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ حال ہی میں جو اصلاحی کمیٹیوں کا فیصلہ کیا گیا ہے یہ خوش آئند بات نہیں ہے کیونکہ اصلاحی کمیٹیوں میں اکثر افراد ایسے ہیں جو مفاد پرست اور پولیس کے ٹاؤٹ ہیں۔ اس لئے اصلاحی کمیٹیوں میں دیانتدار افراد کو منتخب کیا جائے۔

انہوں نے ان اجتماعات میں اس بات پر زور دیا کہ اسلام کا معاشی نظام نافذ کیا جائے۔ معاشی نظام کے نفاذ کے بعد ہماری معیشت بہت مستحکم ہوگی۔

حال ہی میں جنرل ضیاء الحق صاحب،

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان کی ضلع رحیم یار خان میں آمد تھی اور دورہ کے پروگرام کا اعلان ہوا تو شہر میں صفائی کا کام بہترین طریقے پر شروع ہو گیا اور بعض دیہی علاقوں پر توجہ مرکوز کر دی گئی ہے لیکن اچانک چیف مارشل لاء صاحب کا دورہ منسوخ ہو گیا ہے۔ اس لئے مقامی حکام جو کہ دیہی ترقیاتی پروگرام کی تشہیر میں پیش پیش ہیں انہیں عرض ہے کہ دیہی علاقہ خصوصاً فتح پور سے کہ راجن پور کلاں تک ظاہر پیر سے رکن پور تک براستہ مسن آباد ترنڈہ سوئے خاں سے لے کر چک ۴۵ پی تک حق پور سے ٹھل حمزہ تک کی سڑکوں کی حالت انتہائی خراب ہے۔ ان سڑکوں پر خصوصی توجہ دی جائے جبکہ ان علاقوں میں اکثریت دیہاتی آبادی ہے — اناج اور کپاس کئی گنا کی پیداوار بھی ان علاقوں میں بہت زیادہ ہے۔ راستے کے نہ ہونے کی وجہ سے عوام میں سخت مایوسی ہے۔

گذشتہ روز مورخہ یکم جون ۷۸ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام موتی مسجد رحیم یار خاں یوم صدیق اکبرؓ منایا گیا جس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھری نے خطاب کیا۔ مولانا موصوف نے جمعہ کا خطبہ مدرسہ دار القرآن کی جامع مسجد میں دیا۔ عصر کے بعد ان کے اعزاز میں شہریوں نے دعوت استقبالیہ ترتیب دیا۔ مولانا موصوف نے ان پروگراموں میں فرمایا کہ افغانستان کے انقلاب کے بعد ہمیں سوچنا چاہیئے اور آئندہ معاشی مسائل جو کہ اسلام نے واضح طور پر بیان کئے اور اسلامی مساوات پر عمل کیا جائے۔

۴۔ مدرسہ رحیمیہ ترتیل القرآن جس کے مہتمم جناب قاری عمر فاروق صاحب نہایت سمجھدار اور ذہین شخص ہیں جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ نہایت ہی مخلصانہ عقیدت ہے مدرسہ کا سالانہ جلسہ دستار بندی مورخہ ۲-۳ جون ۷۸ء کو مدرسہ کی جامع مسجد میں منعقد کیا گیا جس کی پہلی نشست کی صدارت امیر المجاہدین ملت جناب مولانا غلام ربانی صاحب نے فرمائی۔ مقررین میں ضلع رحیم یار خان کے خطیب مولانا علامہ محمد بشیر احمد ختم اللہ آبادی اور مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی مولانا قاری محمد حنیف صاحب ملتان والے۔ ان مقررین نے اصلاح معاشرہ اسلامی تعلیم و تہذیب پر عمل کرنے کی تاکید کی۔ اجلاس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ ملک پاکستان میں اسلامی معاشی نظام پر عمل کیا جائے۔ دوسرا اجلاس جو کہ دستار بندی حفاظ کی ہوئی تھی قابل دید تھا جس میں شہر کے تمام علماء کرام اسٹیج پر رونق افروز تھے جن کے نام یہ ہیں:

مولانا عبد الغنی صاحب
مولانا غلام ربانی صاحب
مولانا بشیر احمد حامد صاحب
مولانا محمد یوسف صاحب
مولانا قاضی عزیز الرحمٰن صاحب
مولانا قاری نذیر احمد صاحب
مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی صاحب
مولانا حبیب الرحمٰن درخواستی صاحب
مولانا رشید احمد لدھیانوی صاحب
مولانا قاری حماد اللہ شفیق صاحب

ان سب حضرات نے بارہ حفاظ کی دستار بندی اپنے دست مبارک سے کرائی۔ اس کے بعد جلسہ کا آغاز ہوا۔ مولانا سید منظور احمد شاہ مرکزی مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت نے علماء دیوبند کی تاریخ پر روشنی ڈالی اور کہا کہ ملک کی آزادی میں علماء دیوبند کی قربانیوں کا بہت زیادہ حصہ ہے تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ انہی علماء حق نے ہر میدان میں کلمہ حق کی خاطر ہر صعوبت کو خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ اس کے بعد تنظیم اہل سنت والجماعت پاکستان کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد ضیاء القاسمی تشریف لائے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل اور ان کی شان اقدس میں خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ حکومت کو چاہیئے کہ ملک میں خلفائے راشدین کے ایام سرکاری طور پر منائے جائیں اور ملک میں ان کا نظام نافذ کر کے عوام کے دیرینہ مطالبہ کو تائید بخشی جائے۔

مولانا موصوف نے کہا کہ آج ملک میں اکابر علماء دیوبند کے خلاف زبان درازیاں ہو رہی ہیں اور ایک اخبار جس کا مقصد انتشار کے سوا اور کچھ نہیں ہے وہ حضرت مدنیؒ کے خلاف دشنام طرازی کی پالیسی اختیار کئے ہوئے ہے میں اعلان کرتا ہوں کہ ان اکابر کی شان میں گستاخیاں کرنے سے باز آ جائے ورنہ نتائج کی ذمہ داری پھر ہمارے اوپر نہ ہوگی۔ انہوں نے مارشل لاء انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ جو لوگ تحریک آزادی کے رہنماؤں کے خلاف دشنام طرازیاں کر رہے ہیں ان کے خلاف کارروائی کرے۔

۵۔ خانپور میں یوم صدیق اکبرؓ منایا گیا جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی اور علامہ مولانا خان محمد صاحب نے شان صدیق اکبرؓ پر تفصیلی خطاب کئے۔

۶۔ مکی مسجد منظر مرید کالونی میں سیرۃ کمیٹی کے زیر اہتمام یوم صدیق اکبرؓ منایا گیا جس میں مولانا عبد المجید ندیم تحفظ حقوق اہل سنت کے ناظم اعلیٰ مولانا عبد الغنی صاحب مولانا محمد لقمان علی مدنی مولانا غلام ربانی، مولانا قاری حماد اللہ شفیق اور جمعیۃ کے ممتاز علماء کرام نے خطاب کیا۔

نیو مسن آباد میں جلسہ عام:

مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن کے زیر اہتمام ۲۳ جون بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز عشاء بمقام جامع مسجد کبری میں ایک جلسہ عام زیر صدارت حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب ہو رہا ہے۔ جلسہ سے شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب، علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب خطاب فرمائیں گے۔

مہمانان خصوصی

۱۔ جناب خواجہ محمد نعیم صاحب، ورائٹی ہاؤس، انار کلی، لاہور
۲۔ جناب نذر الرحمٰن رانا صاحب، لاہور
۳۔ الحاج چوہدری عبد الحکیم صاحب، صیانۃ المسلمین، مسجد شہداء لاہور

الداعی الی الخیر: مخدوم منظور احمد عفا اللہ عنہ
سینئر نائب صدر جمعیت علماء اسلام
ضلع لاہور

بھٹو کے حق میں سیاسی ریکارڈنگ بند کرائی جائے

ایڈیٹر کے نام......

مکرمی!

گڑھی خیرو میں چوبیس گھنٹے سیاسی ریکارڈنگ مثلاً "بھٹو ہمارا سدا جیئے" اور "جیئے بھٹو" وغیرہ پورے شہر کے ہوٹلوں میں بجتے رہتے ہیں، حالانکہ ہم ایک وفد کی صورت میں مختیار کار صاحب گڑھی خیرو اور انسپکٹر پولیس سے مل چکے ہیں۔ لیکن پولیس کے بڑے آفیسر سے لے کر سپاہی تک تمام کے تمام ظاہری طور پر بھی پیپلز پارٹی سے متعلق ہیں اور ان تمام ہوٹلوں کے مالکوں کو بھی پولیس کی شہ حاصل ہے۔ ان لوگوں نے ہماری کچھ نہیں سنی تو آخر کار ہم نے سب مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ضلع جیکب آباد اور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صوبہ سندھ جنرل محمد اقبال خان سے جو کہ جیکب آباد کے دورے پر آئے تھے ملاقات کی لیکن اس کا بھی کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ جنرل صاحب کو وفد نے تمام بات سے آگاہ کیا تو جنرل صاحب نے پولیس کے افسروں کو تنبیہ کی مگر بے سود کیونکہ پرنالہ وہیں کا وہیں ہے۔ آخر کار مجبور ہو کر جنرل ضیاء الحق صاحب کو ٹیلی گرام دے کر تمام بات سے آگاہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں ہم آپ کے جریدے کی وساطت سے حکومت پاکستان اور جنرل ضیاء الحق صاحب سے اپیل کرتے ہیں کہ بڑھتی ہوئی غنڈہ گردی اور ہوٹلوں پر سیاسی ریکارڈنگ اور پولیس کی سیاسی کارکردگی کا نوٹس لیں۔

پریس سیکرٹری، جے۔یو۔آئی
گڑھی خیرو ضلع جیکب آباد

حضرت بلالؓ کے بارے میں فلم:

مکرمی!

میں آپ کے مؤقر جریدے کی وساطت سے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر سے درخواست کرتا ہوں کہ پاکستان میں حضرت بلالؓ پر فلم بنائی جا رہی ہے۔ ہماری اسلامی مملکت میں اتنے جلیل القدر صحابیؓ (جن کو مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا بھی شرف حاصل ہے) کیوں فلم بنائی جا رہی ہے؟ جبکہ فوٹو، فلم وغیرہ ہی اسلام میں حرام ہیں۔ اس پر میں اور میرے تمام احباب شدید احتجاج کرتے ہیں۔ لہذا ہم لوگ آپ سے دلی گذارش کرتے ہیں کہ اس بارے میں ذمہ دار ارباب اختیار کی توجہ مبذول فرما کر اس فلم کی تیاری کو بالکل بند کروایا جائے اور فلم تیار کرنے والے فلم پروڈیوسر کے خلاف سخت کارروائی کی جائے، ورنہ ایک ارب مسلمانوں کی شدید دل آزاری ہوگی۔

لطیف الرحمٰن،
اندرون پرٹی گیٹ، بنوں شہر

مسائل افہام و تفہیم سے حل کریں:

مکرمی!

آپ کے مؤقر جریدہ کی وساطت سے قومی اتحاد کے مرکزی رہنماؤں سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ باہمی تنازعات کو افہام و تفہیم سے حل کریں اور نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لئے دی گئی قربانیوں کو رائیگاں نہ ہونے دیں، بالخصوص جمعیۃ علماء پاکستان کے رہنماؤں سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ بیان بازی، ایک دوسرے پر بہتان تراشی اور فضا کو مکدر کرنے کی بجائے مسائل کو بات چیت کے ذریعہ حل کریں۔ اور یہ بات ذہن میں رکھیں کہ قوم نے کسی خاص فرد یا خاص جماعت کے لئے عظیم قربانیاں نہیں دی تھیں بلکہ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لئے یہ سب کچھ تھا۔ جمعیۃ علماء پاکستان کے رہنماؤں کو عہدہ کی بات کرنے یا کسی کے مستعفی ہونے کا مطالبہ کرنے کی بجائے نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لئے قربانی دینی چاہیئے، اور یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ ان کے مطالبات اس نوعیت کے نہیں کہ وہ قومی اتحاد کو مستحکم کریں بلکہ وہ قومی اتحاد کو کمزور کرنے کے مترادف ہیں ورنہ مفتی صاحب کو صدارت کے عہدہ سے کوئی دلچسپی نہیں اس لئے کہ وزارت علیا صدارت کی کہیں سے زیادہ اہم ہیں۔

محمد شریف کھرڑ پکا

تنخواہ کے بارے میں وضاحت:

مکرمی!

ترجمان اسلام کے گذشتہ شمارہ میں عثمان غنی عباسی صاحب کا ایک مراسلہ نظر سے گذرا جس میں موصوف نے اپنے اوپر ظلم ہونے کی بے بنیاد کہانی گھڑتے ہوئے مارشل لاء حکام کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانے کی کوشش کی ہے۔

میں علاقہ خانس پور ایوبیہ کے ایک معزز گھرانے کا فرد ہونے کی وجہ سے اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں حقیقت یہ ہے کہ موصوف مراسلہ نگار کی خانس پور ایوبیہ میں کوئی مستقل رہائش نہیں ہے۔ ان کی اصل رہائش کراچی کے ایک علاقہ اورنگی ٹاؤن میں ایک امام بارگاہ میں ہے۔ موصوف صرف دو۔ تین کا موسم گذارنے کے لئے خانس پور ایوبیہ تشریف لاتے ہیں۔ دو سال قبل جب علاقہ میں جب واٹر سپلائی سکیم پر عمل ہو رہا

۳۰ جون سے پورے ملک میں معاونت سازی کی مہم شروع ہوگی

کارکن معاونت سازی کی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں (قائد طلباء میاں محمد عارف)

۸-۹ جون کو جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس جامع مسجد شرقیہ مری میں زیر صدارت میاں محمد عارف، صدر جمعیۃ طلباء اسلام منعقد ہوا۔ اجلاس میں مرکزی شوریٰ کے درج ذیل ساتھیوں نے شرکت کی:۔

میاں محمد عارف۔ عبدالحکیم اکبری۔ فضل الرحمٰن جاوید ابراہیم پراچہ۔ اسلم شیخ۔ عبدالرؤف ربانی۔ بشیر کمال۔ محمد فاروق قریشی۔ ان کے علاوہ منظور احمد جاوید۔ قاری سیف اللہ عباسی۔ محسن جاوید راہی اور محمد سلیم قریشی نے بطور مبصر شرکت کی۔ اجلاس کی کل چار نشستیں ہوئیں۔ اجلاس میں ایجنڈا کے مطابق شق وار غور کیا گیا۔ پورے ملک کی تنظیمی صورت حال پر بہت تفصیل سے بحث کی گئی اور بالآخر متفقہ طور پر درج ذیل انتہائی اہم فیصلے کئے گئے:۔

۱۔ ۲۲-۲۳ جون کو صوبہ سندھ کے صوبائی انتخابات ملتوی کر دیے گئے۔

۲۔ پورے ملک میں معاونت سازی کی مہم ۳۰ جون سے شروع ہوگی اور ۲۰ جولائی تک جاری رہے گی۔

۳۔ ضلعی انتخابات ۱۵ ستمبر تا ۳۰ ستمبر تک منعقد ہوں گے۔

۴۔ صوبائی انتخابات ۱۳ اکتوبر سے ۲۷ اکتوبر تک منعقد ہوں گے۔

۵۔ مرکزی انتخابات ۱۶-۱۷-۱۸ نومبر کو منعقد ہوں گے۔

دریں اثناء جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی صدر میاں محمد عارف نے پورے ملک کے جماعتی ساتھیوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ معاونت سازی کی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ مرکزی دفتر سے معاونت سازی کی کاپیاں حاصل کریں اور پوری لگن اور ذمہ داری سے اس فرض کو نبھائیں۔ آپ نے کہا کہ معاونت سازی جماعت کی انفرادی قوت کا مظہر ہوتی ہے۔ اس لئے کارکنوں کو چاہیئے کہ وہ اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک جمعیۃ کا پروگرام پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔

مرکزی دفتر میں عظیم الشان دعوت استقبالیہ

۱۵ جون کو مرکزی دفتر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان ۴- بی شاہ عالم مارکیٹ میں پاکستان کے مایۂ ناز عالم دین، مفکر اور مصنف ڈاکٹر علامہ خالد محمود کے اعزاز میں جمعیۃ کے کارکنوں نے ایک عظیم الشان دعوت استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا۔ استقبالیہ میں کثیر تعداد میں طلباء کے علاوہ ممتاز شہریوں، علماء کرام اور عظماء کرام نے شرکت کی۔ ان شرکت کرنے والوں میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب، جامعہ اشرفیہ۔ حافظ عبدالرشید ارشد، حافظ شاہ محمد صاحب، حاجی سرفراز محمد صاحب آف علمی کتب خانہ۔ محمد سعید الرحمٰن علوی صاحب مدیر ہفت روزہ خدام الدین۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب۔ جناب حاجی ظہیر الدین صاحب البدر ٹریڈرز۔ ابو معاویہ آف کراچی۔ میاں محمد اجمل قادری۔ میاں عبدالرحمٰن صاحب۔ قاری عبدالحئی صاحب انارکلی۔ حافظ اطہر عزیز صاحب۔ سید سلمان گیلانی صاحب۔ ملک شیر علی صاحب۔ ملک عبدالرؤف صاحب پرنسپل پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی لاہور۔ محمد سلیم قریشی صاحب آف ترجمان اسلام۔ ارشد حسین ثاقب صاحب، نائب مدیر ہفت روزہ نقیب ملت۔ صالح محمد حضروی صاحب۔ ڈاکٹر معظم علوی صاحب آف لندن۔ حافظ یوسف صاحب ایڈووکیٹ اور بزرگ راہنما اور شاعر ملت جناب جانباز مرزا صاحب۔

استقبالیے میں جناب جانباز مرزا اور سید سلمان گیلانی نے علامہ خالد محمود کو منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔ ماہنامہ عزم نو کے ایڈیٹر اور ممتاز طالب علم راہنما جناب منظور احمد جاوید نے علامہ خالد محمود کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی جدوجہد سے ہمارا سر فخر سے بلند ہوگیا ہے۔ آپ واقعتاً ہمارے اسلاف کے سچے ترجمان ہیں اور ہمیں امید ہے کہ آپ وطن واپس تشریف لا کر قوم بالخصوص نوجوان نسل کو سنبھالا دیں گے اور اس کی تعلیم و تربیت کا اجتماعی کام کریں گے۔

آخر میں علامہ ڈاکٹر خالد محمود نے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ طلباء اسلام کے ساتھیوں

زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ آپ نے طلباء اور حاضرین سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ دورۂ وطن کے موقع پر ملک میں نوجوان نسل کی بیداری اور اسلام وطن کے لئے انکی مساعی اور جدوجہد دیکھ کر خاصا اطمینان حاصل ہوا ہے۔ آپ نے کہا کہ بزرگوں کی دعاؤں اور نوجوانوں کی محنت سے حق کا آفتاب ضرور طلوع ہوگا۔

ہیلی کالج آف کامرس (پنجاب یونیورسٹی)

جمعیۃ طلباءِ اسلام ہیلی کالج آف کامرس پنجاب یونیورسٹی یونٹ کے زیرِ اہتمام ایک مجلس مذاکرہ بعنوان "انگلینڈ میں مسلمان طلباء کی سرگرمیاں" منعقد ہوئی مجلس مذاکرے میں کثیر تعداد میں طلباء نے شرکت کی۔ اس مجلس مذاکرہ کے مہمانِ خصوصی ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب ایم۔اے، پی۔ایچ ڈی (لندن) تھے۔ انہوں نے انگلینڈ میں مسلمان طلباء کی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہاں طلباء میں اسلام دشمن لٹریچر کے ذریعہ نفرت پھیلانے کی مذموم کوشش کی جارہی ہے۔ علامہ صاحب نے فرمایا کہ ہم نے وہاں انگلینڈ میں "اسلامک لائبریری" اسی مقصد کے پیش نظر کھول رکھی ہے جس سے طلباء کو اسلام کے قریب رکھنے کے لئے لٹریچر مہیا کیا جاتا ہے۔ ان کے بعد پاکستان قومی اتحاد پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا زاہد الراشدی نے بھی خطاب فرمایا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب محمد افضل صاحب نے سرانجام دیئے۔

جنھان سومرو:

گزشتہ روز جمعیۃ طلباءِ اسلام جنھان سومرو کے کارکنان کا ایک اجلاس دفتر میں منعقد ہوا۔ دفتر کا افتتاح مولانا نور محمد صاحب نے فرمایا اور بعد میں مولانا موصوف نے خطاب کرتے ہوئے طلباء کو محنت لگن اور خلوص سے کام کرنے کی تلقین کی۔ بعد میں درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا:۔

صدر : محمد الیاس آزاد
نائب صدر : عبدالرزاق
ناظم عمومی : خدا بخش
ناظم : حافظ عبدالرزاق چیچڑ
،، اطلاعات : خالد سیف اللہ سومرو
،، مالیات : مختار احمد سیٹھی

مجاہد آباد (کراچی)

صدر : علی اصغر صاحب
ناظم عمومی : محمد کریم صاحب
،، مالیات : محمد کریم صاحب
،، اطلاعات : شمس الحق صاحب

اراکین مجلس شوریٰ کے اسمائے گرامی:

۱۔ محمد طیب صاحب مینگل
۲۔ محمد اکبر صاحب
۳۔ قاری تاج محمد صاحب
۴۔ حضرت گل صاحب

